حضرت

امیرِ ملّت

اور

تحریکِ پاکستان

مؤلف محمّد صادق قصوری

ناشر

مرکزی مجلسِ جماعتیہ پاکستان

حضرت

امیرِ ملّت

اور

تحریکِ پاکستان

○

مؤلّف محمّد صادق قصوری

○

ناشر
مرکزی مجلسِ جماعتیہ پاکستان

نام کتاب ـــــــ امیرِ ملت اور تحریکِ پاکستان

مؤلف ـــــــ محمد صادق قصوری

مقدمہ ـــــــ خواجہ محمد رضی حیدر، کراچی

سنِ طباعت ـــــــ ۱۹۹۴ء

کتابت ـــــــ محمد الیاس نقشبندی

تعداد ـــــــ ایک ہزار

مطبع ـــــــ

قیمت ـــــــ ۳۵ روپے

اِنتساب

آفتابِ ہند امامِ ربّانی مُجدّدِ الف ثانی شیخ احمد سرہندی
قدس سِرّہٗ النورانی کے نام
جنھوں نے نظریۂ پاکستان کی خشتِ اوّل رکھی۔

؎ گردن نہ جُھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار
وُہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہباں
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار (اقبالؒ)

اُمیدوارِ نظرِ کرم
مُحمّد صادق قصوری

سرِ سخن

نظریۂ پاکستان کی خشتِ اوّل تو اسی روز رکھ دی گئی تھی جب آفتابِ ہند امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے شہنشاہ جلال الدین اکبر کے دینِ الٰہی کا قلع قمع فرما دیا تھا۔ اس کے بعد جب فرنگی سامراج نے برصغیر میں اپنا تسلط جمایا تو اس کے ساتھ ہی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے جانشینوں نے آزادیٔ وطن کے لیے اپنی سرفروشانہ مساعی کا آغاز کیا۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مجاہدِ کبیر مولانا فضلِ حق خیر آبادی (ف ۱۸۶۱ء) مولانا فیض احمد بدایونی (ف ۱۸۵۷ء) مولانا امام بخش صہبائی (ف ۱۸۵۷ء) مولانا کفایت علی کافی (ف ۱۸۵۸ء) سید احمد اللہ شاہ مدراسی (ف ۱۸۵۸ء) مفتی عنایت احمد کاکوروی (ف ۱۸۶۳ء) اور مفتی صدر الدین آزردہ (۱۸۶۸ء) جیسے مجاہدینِ آزادی اور سرفروشانِ اسلام نے اپنا خونِ جگر دے کر پھانسی کے تختوں پر چڑھ کر اور کالے پانی کی صعوبتیں برداشت کر کے عظیم تر پاکستان کی بنیاد رکھ دی تھی۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد تحریکِ خلافت وہ پہلی منظم تحریک تھی جس میں مسلمانوں نے کھل کر اور ڈٹ کر سفید سامراج کے خلاف اعلانِ بیزاری کیا اور کفن بر دوش ہو کر میدانِ عمل میں نکلے۔ اس تحریک کی قیادت قیام الدین والملت حضرت مولانا محمد عبد الباری فرنگی محلی (ف ۱۹۲۶ء) اور ان کے سرفروش مریدوں علی برادران نے کی جبکہ سرپرستی سنوسیٔ ہند امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (ف ۱۹۵۱ء) نے فرمائی۔ اس تحریک نے اکناف و اطرافِ ملک میں ایک ایسی آگ لگا دی جس کے نتائج تحریکِ پاکستان کی شکل میں نمودار ہوئے اور بالآخر

باباۓ قوم حضرت قائد اعظم (ف ۱۹۴۸ء) نے اسلامیان برصغیر کی واحد نمائندہ تنظیم مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو اپنا علیحدہ اسلامی ملک پاکستان کی شکل میں حاصل کر لیا۔

حصولِ پاکستان کی جنگ میں علماء و مشائخ نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۲۵ء میں مراد آباد (حال انڈیا) سُنّی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں سنوسیٔ ہند امیرِ ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہٗ کو صدر چُنا گیا۔ پھر ۱۹۳۵ء میں دس سال بعد یہ کانفرنس بدایوں (حال انڈیا) میں اس وقت منعقد ہوئی جبکہ شہید گنج کے مسئلہ کی وجہ سے مسلمانانِ ہند کے سینے فگار تھے۔ اس کانفرنس میں حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کو دوبارہ صدر چن لیا گیا اور ان کی قیادت میں تن من دھن کی بازی لگانے کا عزم بالجزم کیا گیا۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس میں تحریکِ پاکستان کو ساحلِ کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے علماء و مشائخ کے عظیم الشان بلکہ عدیم النظیر اجتماع نے حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی زیرِ قیادت سر دھڑ کی بازی لگا دینے کا اعلان کیا۔ اس کانفرنس نے پاکستان کو ایک زندہ حقیقت بنا دیا اور حضرت امیرِ ملت کی زیرِ قیادت اسلامیان برصغیر نے جو تاریخی کردار ادا کیا زمانہ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے

تحریکِ پاکستان میں مولانا شوکت علی (ف ۱۹۳۸ء) نواب بہادر یار جنگ (ف ۱۹۴۴ء) مولانا عبد الحامد بدایونی (ف ۱۹۷۰ء) صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (ف ۱۹۴۸ء) مولانا حسرت موہانی (ف ۱۹۵۱ء) مبلّغِ اسلام مولانا شاہ عبد العلیم میرٹھی (ف ۱۹۵۴ء) مولانا آزاد سبحانی (ف ۱۹۵۷ء) پیر غلام مجدد سرہندی (ف ۱۹۵۸ء) پیر صاحب مانکی شریف (ف ۱۹۶۰ء) سید زین العابدین گیلانی (ف ۱۹۶۰ء) سید محمد محدث کچھوچھوی (ف ۱۹۶۱ء) مولانا ابوالحسنات

لاہوری (ف ۱۹۶۱ء) مولانا عبدالغفور ہزاروی (ف ۱۹۷۰ء) مولانا ظہور الحسن درس کراچوی (ف ۱۹۷۲ء) پیر محمد عبداللطیف زکوڑی شریف (ف ۱۹۷۸ء) خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (ف ۱۹۸۱ء) سید احمد سعید کاظمی (ف ۱۹۸۶ء) سید محمود شاہ گجراتی (ف ۱۹۸۶ء) مولانا محمد بخش مسلم (ف ۱۹۸۷ء) مولانا جمال میاں فرنگی محلی اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی جیسے مجاہدین نے جو سرفروشانہ کردار ادا کیا وہ تاریخ کا ایک انمٹ اور سنہری باب ہے۔

حضرت امیر ملت رح (م ۲۱، ۱۰، ۱۹۵۱ء) جو اس قافلہ کے سالارِ اعلیٰ تھے، کی خدمات کا تو احاطہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے دامے درمے قدمے قلمے اور سخنے قائد اعظم رح اور مسلم لیگ کے لیے جو کچھ کیا وہ نہ صرف برصغیر بلکہ پوری دنیا کی تاریخ حریت میں اپنی مثال آپ ہے۔ پشاور سے راس کماری اور نیل گرھی (دکن) کی پہاڑیوں تک مسلمانوں کو بیدار کر کے اک ولولہ تازہ بخشا اور علماء و مشائخ کو حجروں سے باہر نکال کر رسم شبیری ادا کرنے کا درس دیا۔

میں نے اس کتاب میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے انہی کارناموں پر روشنی ڈالی ہے تاکہ نژادِ نو تحریک پاکستان میں اپنے اس عظیم محسن کے کردار بے مثال سے آگاہ ہو سکے، جس کے دل میں تڑپ اور والہانہ لگاؤ جنون کی حد تک تھا جس نے تن من دھن کی بازی لگا کر چودہ سو سال پہلے قائم ہونے والے دو قومی نظریہ کو پھر سے زندہ کر دکھایا۔ اُمید ہے کہ نظریہ پاکستان سے محبت رکھنے والے، تحریکِ پاکستان کی ولولہ انگیز تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اور پاکستان کی بقا و استحکام کا درد رکھنے والے اصحاب میری اس حقیر کوشش کو بنظرِ استحسان دیکھیں گے۔

اس کتاب کی تیاری میں سیدی و سندی جنید وقت حضور فخر ملت حضرت پیر سید حافظ افضل حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف ضلع نارووال، مہر الملت مبلغ مشرق و مغرب حضرت پیر سید محمد منور حسین شاہ صاحب علی پوری، مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کراچی اور حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے سیاسی جانشین

ضیغمِ اسلام مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی نقشبندی مجددی کی دعائیں، محبتیں اور شفقتیں میرے شاملِ حال رہی ہیں۔ محققِ عصر حکیمِ ملت استاذی حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری جن کی تحریک پر یہ کتاب لکھی گئی ہے، خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اُن کی علمی سرپرستی کے بغیر مجھ جیسا ناکارہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

محبِ گرامی قدر خواجہ محمد رضی حیدر ڈپٹی ڈائریکٹر قائدِ اعظم اکیڈمی کراچی نے نہایت ہی فاضلانہ مقدمہ تحریر فرما کر کتاب میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ یہ ان کی صادق نوازی کی دلیل ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

جناب مولانا محمد ذاکر الحسن حیدری صاحب وار اکین مرکزی مجلسِ جماعتیہ پاکستان لاہور اس کتاب کی طباعت کا بندوبست فرما رہے ہیں۔ یہ اُن کی پیر خانہ سے عقیدت کا محبت کا اظہار ہے۔ خدا کرے کہ ان کی اس محبت کا یہ سلسلہ دراز ہوتا جائے۔

اللہ تعالیٰ میرے ان تمام کرمفرماؤں کو قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد صادق قصوری

بانی و ناظمِ اعلیٰ

مرکزی مجلس امیرِ ملت

برج کلاں ضلع قصور (پاکستان)

پوسٹ کوڈ ۵۵۰۵۱

۱۵ فروری ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

(از ادیبِ شہیر مُورّخِ عصر خواجہ محمد رضی حیدر صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر قائدِ اعظم اکیڈمی کراچی)

امیرِ ملّت پیر سید جماعت علی شاہ محدّث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بیسویں صدی عیسوی کے اُن مشائخ عظام میں ہوتا ہے جو نہ صرف علمائے سلف و صالحین کی یادگار تصوّر کیے جاتے تھے بلکہ عوام الناس ان سے علمی اور روحانی رہنمائی کے علاوہ سیاسی رہنمائی کی بھی توقع رکھتے تھے۔ عوام کی ایسی خواہش و آرزو کے پیشِ نظر امیرِ ملّت نے بے پناہ علمی و روحانی رہنمائی کے ساتھ ہی ساتھ خود کو سیاسی منظر پر بھی ہمیشہ متحرک و فعال رکھا۔ دراصل صورتِ حال میں جہاں امیرِ ملّت کی علمی و روحانی صلاحیتوں کو دخل تھا وہاں مسلم عوام کے اس رُجحان کا بھی تقاضا تھا کہ سیاسی سطح پر بھی وہی شخص رہنمائی کا فریضہ انجام دے جو روشن ضمیر اور صاحب علم و عرفان ہو۔

برِصغیر پاک و ہند میں اورنگ زیب عالمگیر کی ۱۷۰۷ء میں وفات کے بعد مسلمانوں میں سیاست کے حوالے سے ایک عمومی مذہبی بیداری پیدا ہونے لگی تھی جس کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیاسی فکر نے مزید تقویت پہنچائی۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۷۰۷ء سے ۱۸۵۷ء تک تقریباً تمام سیاسی تحریکات پر مذہبی غلبہ رہا اور عُلما و مشائخ سیاسی حوالے سے مرکزی حیثیت اختیار کرتے چلے گئے حتیٰ کہ تاریخ جب مختلف مدارج اور گرم و سرد زمانہ سے گزر کر بیسویں صدی کی آغوش میں پہنچی تو سرسید احمد خاں کی جدید تعلیمات کے باوجود نہ صرف سیاسی تحریکات پر مذہبی غلبہ رہا بلکہ عوام بھی علما و مشائخ کے سیاسی مُوقف کے تابع رہے ——— یہ

ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اقرار اس تاریخی دور اثیر کے جدید محققین نے بھی کیا ہے۔
سنہ ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کی تاریخ اور ماقبل حالات کا ہی اگر جائزہ لیا جائے تو مطبوعات و دستاویزات سے ثابت ہے کہ مسلم لیگ اور اس کے رہنماؤں کو عوامی سطح پر مقبول بنانے کے لیے ایک عرصہ تک ان رہنماؤں میں شامل نوابوں، راجاؤں اور بیرسٹروں کے ناموں کے ساتھ "مولوی" اور "مولانا" کے القابات تحریر کیے گئے جو عموماً علماء و مشائخ کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔ خصوصاً جسٹس سید امیر علی، نواب سر سلیم اللہ خاں، محمد علی جوہر اور شوکت علی کے ناموں کے ساتھ اکثر و بیشتر "مولانا" اور "مولوی" لکھا جاتا رہا [1] سنہ ۱۹۱۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ کے موقعہ پر ایک ایسا پوسٹر بھی شائع ہوا جس میں پہلی مرتبہ آنریبل محمد علی جناح "کے بجائے" مولانا محمد علی جناح "لکھا گیا۔" قائد اعظم پیپرز" میں تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظم کے نام آنے والے کئی ایسے خطوط محفوظ ہیں جن میں قائد اعظم کے نام کے ساتھ مکتوب نگاروں نے "مولانا" اور "مولوی" کے القابات استعمال کیے ہیں ــــ ایسی صورت میں اگر کوئی یہ کہے کہ پاکستان کا قیام جذبہ اسلامی کا نتیجہ نہیں تھا تو اسے کم علمی اور نظریاتی ہٹ دھرمی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے اسلامی روح درکار تھی اور اس بات کا احساس و ادراک مسلم قائدین اور عوام دونوں کو ہی پوری طرح تھا۔

[1] "مولانا" کے لقب کے استعمال کی تائید شیخ ریاض احمد کے مضمون "مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا" آخری قسط مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت لاہور جمعہ میگزین ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں سے بھی ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں "تقسیم ملک سے پہلے یہ رواج عام تھا کہ ملک کے نامور علماء کے علاوہ خطیبوں اور اہل قلم حضرات کو بھی "مولانا" کے لقب سے خطاب کیا جاتا تھا مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خاں، اور مولانا اختر علی خاں، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا غلام رسول مہر، مولانا عبدالمجید سالک تک، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہ غرضیکہ یہ روش عام تھی (صفوی)

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر فی الواقعی ایسا تھا تو پھر عوام نے "جمعیت علماء ہند" جیسی جماعت کو کیوں رد کر دیا جس کی قیادت مولانا حسین احمد مدنی، مولانا احمد سعید دہلوی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا محمد میاں اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسے مذہبی پیشوا اور علماء شامل تھے۔ بات یہ ہے کہ اس دور میں یہ تمام افراد عوام کو "نگہبانِ حرم" ہونے کی بجائے "تعمیرِ دیر" میں مصروف نظر آتے تھے ــ جبکہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مرکزی قیادت ظاہراً مذہب بیگانہ نظر آنے کے باوجود ایک ایسے مقصد کے لیے کام کرتی ہوئی نظر آتی تھی جس میں نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی بحالی پوشیدہ تھی بلکہ ان کے لیے ایک علیحدہ وطن کے قیام کا مطالبہ بھی شامل تھا ــ علاوہ ازیں مسلم لیگ اور اس کے مؤقف کو اس دور کے دو قومی نظریہ کے حامی علماء و مشائخ کی ایک بڑی اکثریت کی مکمل تائید و حمایت حاصل تھی۔ اس لیے مسلم عوام نے اس مرحلہ پر اس قوت اور جماعت کو یکسر مسترد کر دیا جو مسلم تشخص کی حامل ہونے کے باوجود عام مسلمانوں کے مفادات کے منافی رویہ اختیار کیے ہوئے تھی یا جس نے اہلِ ہنود سے سیاسی گٹھ جوڑ کر رکھا تھا۔ اس گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ امیرِ ملت اُن مشائخ عظام میں سرفہرست تھے جنہوں نے عوامی امنگوں اور خواہشات کا احترام کرتے ہوئے قائدانہ کردار ادا کیا اور تقریباً پچاس سال تک برصغیر پاک و ہند کی سیاسی تحریکات میں مسلمانوں کی فکری رہنمائی فرمائی۔

امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری بیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی نصف میں شاید واحد شیخ طریقت تھے جن کے عقیدت مندوں کا حلقہ راس کماری سے پشاور تک اور کشمیر سے مدراس تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کے عقیدت مندوں میں والی افغانستان نادر شاہ اور نظام حیدر آباد میر عثمان علی خاں جیسے حکمران بھی شامل تھے۔ امیرِ ملت اگرچہ بنیادی طور پر عالم اور پیرِ طریقت تھے لیکن سماجی و سیاسی معاملات پر بھی

آپ کی گہری نظر تھی لہٰذا جہاں آپ مذہبی حوالے سے معروف و مقبول تھے وہاں ایک سیاسی مصلح کی حیثیت سے بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا ــــــ حجاز ریلوے لائن کی تعمیر، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی توسیع اور آل انڈیا مسلم لیگ کو مقبول بنانے میں نہ صرف آپ نے بھرپور حصہ لیا بلکہ اپنے عقیدت مندوں سے ان مقاصد کے لیے لاکھوں روپے کے فنڈز بھی دلوائے ــــــ خصوصاً آل انڈیا مسلم لیگ کو برصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کا اعزاز دلوانے اور پھر مطالبہ پاکستان کو مقبول بنانے کے لیے آپ نے ضعیفی اور ناتوانی کے باوجود بھرپور جدوجہد کی ــــــ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک امیرِ ملت، آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیمِ نو، قائدِ اعظم کی قیادت کو مقبول بنانے اور تحریکِ پاکستان کی کامیابی کے لیے نہایت سرگرم عمل رہے۔ اس دَور میں آپ نے ہندوستان گیر دَورے کر کے مسلمانوں سے خطاب کیا، عقیدت مندوں کے نام پیغامات جاری کئے اور کثیر تعداد میں خطوط لکھے۔ اس دَور کے اخبارات و دستاویزات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علماء و مشائخ میں شاید سب سے پہلے شخص تھے جنھوں نے مسلمانوں کے لیے ایک علیٰحدہ وطن کی ضرورت اور اہمیت کو سنجیدگی کے ساتھ نہ صرف محسوس کیا بلکہ خود کو اس عظیم مقصد کے لیے وقف کر دیا۔

تحریکِ پاکستان کے حوالے سے امیرِ ملت کو اس لیے بھی خصوصی اہمیت حاصل ہے کہ ان کا آبائی تعلق صوبہ پنجاب ضلع سیالکوٹ سے تھا اور پنجاب میں ہمیشہ یونینسٹ پارٹی کی حکومت رہی جو اگر ایک طرف انگریز پرست تھی تو دوسری طرف اس کے ڈانڈے ہندو کانگریس سے ملے ہوئے تھے۔ ایسی صورت میں ایک پیرِ طریقت اور درویش صفت انسان کا آل انڈیا مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کی علی الاعلان حمایت کرنا بڑی جرأت اور حوصلہ کی بات تھی مگر پیر جماعت علی شاہ نے ہر قسم کے خوف و خطر اور انتقامی کارروائی کے امکان بالائے طاق رکھتے ہوئے پہلے پنجاب، کشمیر، صوبہ سرحد اور پورے ہندوستان کے علماء کو تحریکِ پاکستان کی تائید و حمایت پر آمادہ

وتیار کیا ـــــ آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے پلیٹ فارم کو مؤثر و فعال بنایا اور اس حقیقت کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا کہ عُلماء کی بھاری اکثریت تحریکِ پاکستان کی راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہے۔

ہماری ماضیٔ قریب کی تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ اس پر ابھی بہت کم تحقیقی کام ہوا ہے اور اگر کچھ ہوا بھی ہے تو وہ ایسے ہاتھوں سے سرانجام پایا ہے جو حقائق کے قتل پر مامور تھے لہٰذا اصل حقائق اور شخصیات پس منظر میں چلی گئیں اور ایسے افراد تاریخ کے فریم میں نظر آنے لگے جن کے بنیادی حوالے کمزور یا مشکوک تھے ـــــ جناب محمد صادق قصوری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے گذشتہ پندرہ بیس سال کے دوران مسلسل تحقیق و جستجو کے بعد ایسے حقائق کو سپردِ قلم کیا ہے جو نایاب اور چشمِ زمانہ سے اوجھل تھے ـــــ خصوصاً ان کی کتاب "اکابرِ تحریکِ پاکستان" جو دو حصوں پر مشتمل ہے ماضیٔ قریب کی شخصیات کے حوالے سے بڑی معلومات افزا اور بنیادی اہمیت کی حامل کتاب ہے ـــــ اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کی اشاعت نے شخصیات کے حوالے سے کام کے رُجحان کو اس قدر فروغ دیا کہ اس موضوع پر اب تک متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بعض طبع زاد ہیں لیکن اکثر پر محمد صادق قصوری کے کام کی چھاپ نظر آتی ہے۔

جناب محمد صادق قصوری نے امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ کی شخصیت اور خدمات پر بھی نہایت سنجیدگی اور دیدہ ریزی کے ساتھ اہم اور وقیع تحقیقی کام کیا ہے۔ یہ کام آنے والی نسلوں کی رہنمائی کا کام ہے۔ یہ حق و صداقت کے انکشاف کا کام ہے جس سے جہاں جناب محمد صادق قصوری کے جذبۂ قومی کا سُراغ ملتا ہے وہاں علماء و مشائخ سے ان کی علمی اور روحانی وابستگی کا بھی اظہار ہوتا ہے جناب محمد صادق قصوری کی یہی وُہ خصوصیت ہے جو ان کو اپنے معاصرین میں محترم اور معظم بناتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اُن کی امیرِ ملت پر پیشِ نظر کتاب بھی اُن کی

سابقہ کتب کی طرح اہلِ علم وتحقیق کے نزدیک وقیع اور معتبر قرار پائے گی۔ اللہ تعالےٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور جناب محمد صادق قصوری کی عمر، علم اور توفیقات میں مزید وسعت وبرکت عطا فرمائے۔ آمین۔

کراچی۔ ۷، اکتوبر ۱۹۹۳ء

خواجہ رضی حیدر،
نبیرہ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ
۲ ڈی ۱۶/۵ ناظم آباد
کراچی

امیرِ ملّتؒ کے ماہ و سال

۱	ولادتِ باسعادت	۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء
۲	حفظِ قرآن مجید	۱۲۶۴ھ / ۱۸۴۸ء
۳	فراغت از جملہ علوم اسلامیہ	۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء
۴	ولادت خلفِ اکبر سراج الملت سید محمد حسین شاہؒ	۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء
۵	ولادت خلف دوم سید خادم حسین شاہؒ	۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء
۶	تاسیس انجمن نعمانیہ ستشار العلماء لاہور	جمادی الاولیٰ ۱۳۰۴ھ / جنوری ۱۸۸۷ء
۷	حضرت باباجی فقیر محمد فاروقی چوراہی کے دستِ اقدس پر بیعت[1]	رجب ۱۳۰۷ھ / مارچ ۱۸۹۰ء
۸	پہلا حج	ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ / جون ۱۸۹۳ء
۹	تاسیس مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں شریف	۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء
۱۰	ولادت خلف سوم شمس الملت سید نور حسین شاہؒ	۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء
۱۱	انجمن ستشار العلماء کا امرتسر میں تعارفی دورہ	۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء
۱۲	تاسیس "انجمن خدام الصوفیہ ہند"	ذوالحجہ ۱۳۱۸ھ / مارچ ۱۹۰۱ء
۱۳	وفات والد ماجد (حضرت سید کریم شاہؒ)	صفر ۱۳۲۰ھ / مئی ۱۹۰۲ء
۱۴	ماہنامہ "انوار الصوفیہ" کا لاہور سے اجراء	ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ / اکتوبر ۱۹۰۴ء
۱۵	فتنہ مرزائیت پر پہلی کاری ضرب	شعبان ۱۳۲۲ھ / اکتوبر ۱۹۰۴ء
۱۶	ریاست میسور کا پہلا تبلیغی دورہ	۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

[1] اس سے قبل والد گرامی سے سلسلہ قادریہ میں اجازت و خلافت تھی۔ (قصوری)

۱۷	دوسرا حج واجازت حدیث، دلائل الخیرات ازشاہ عبدالحق الہ آبادی رح	۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء
۱۸	مسلم لیگ کی طرف پہلی توجہ مبارک	۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء
۱۹	مرزائیت کی سرکوبی و مرزا کی ہلاکت کی پیشگوئی	ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ/ مئی ۱۹۰۸ء
۲۰	اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء کی ہڑتال ختم کرانا	جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ/ جولائی ۱۹۱۰ء
۲۱	حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے لیے چھ لاکھ روپیہ کا عطیہ	۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء
۲۲	تیسرا حج	۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء
۲۳	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لیے تین لاکھ روپیہ کا عطیہ	۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء
۲۴	لاہور میں عید میلاد النبی کے جلسہ کی تاسیس	۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء
۲۵	تحریک مسجد مچھلی بازار کانپور میں قائدانہ کردار	۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء
۲۶	مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں کا دور تعمیر و ترقی	۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء
۲۷	تعمیر مسجد نور علی پور سیداں	۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء
۲۸	تحریک ترک موالات کی مخالفت	۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء
۲۹	علی پور سیداں ریلوے سٹیشن کی بنیاد	ربیع الاول ۱۳۳۳ھ/ جنوری ۱۹۱۵ء
۳۰	حافظ پیلی بھیتی کی نعت سن کر بحالت تجار ج کو روانگی	۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء
۳۱	تعمیر شیش محل علی پور سیداں	۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء
۳۲	مہاراجہ کرشن پرشاد وزیر اعظم حیدرآباد دکن کی گوشمالی	صفر ۱۳۳۵ھ/ دسمبر ۱۹۱۶ء
۳۳	حادثہ جلیانوالہ باغ امرتسر کے سلسلہ میں محضر نامے پر دستخط کرنے سے انکار	۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء

۳۴	تحریک خلافت میں قائدانہ کردار	۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء
۳۵	لائل پور ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس میں تاریخی خطبۂ صدارت	رجب ۱۳۴۰ھ/ مارچ ۱۹۲۱ء
۳۶	قائدِ تحریکِ خلافت مولانا شوکت علی خاں کی طرف سے سنوسیٔ ہند کا لقب۔	رجب ۱۳۴۰ھ/ مارچ ۱۹۲۱ء
۳۷	مولانا ظفر علی خاں کا بھرپور ہدیۂ عقیدت	رجب ۱۳۴۰ھ/ مارچ ۱۹۲۱ء
۳۸	جھنگ کے مشہور ڈاکو میاں رجب علی کا تائب ہونا	۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء
۳۹	سفیرِ کابل متعینہ انڈیا کی دہلی میں سرزنش	شعبان ۱۳۴۲ھ/ مارچ ۱۹۲۲ء
۴۰	شدھی تحریک میں سرفروشانہ کردار	۱۳۴۱-۴۲ھ/ ۱۹۲۳-۲۴ء
۴۱	کشمیر میں آریہ سماجیوں کے فتنہ کی سرکوبی	شوال ۱۳۴۲ھ/ مئی ۱۹۲۴ء
۴۲	مولانا ابوالکلام آزاد کی ہندو نوازی پر ڈانٹ ڈپٹ	۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء
۴۳	بریلی شریف میں تشریف آوری و شاندار استقبال	ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ/ نومبر ۱۹۲۴ء
۴۴	فتنۂ ارتداد کا قلع قمع	ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ/ نومبر ۱۹۲۴ء
۴۵	تعمیر مسجد و باغ اسٹیشن علی پور سیداں برائے مہمانانِ گرامی	۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء
۴۶	آل انڈیا سنی کانفرنس مُراد آباد کا انعقاد و صدارت	شعبان ۱۳۴۳ھ/ مارچ ۱۹۲۵ء
۴۷	جمعیت خدام الحرمین کے اجلاس لاہور میں خصوصی شرکت	جمادی الاول ۱۳۴۸ھ/ اکتوبر ۱۹۲۹ء
۴۸	مدینہ شریف میں مولانا ضیاء الدین کے ہاں پہلا قیام	۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء

۴۹	شاردا ایکٹ کی خلاف ورزی و سرکوبی	۴۹ - ۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۰ء
۵۰	کشمیر ایجی ٹیشن میں مجاہدانہ کردار	۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء
۵۱	سابق امیر کابل امان اللہ خاں کی برموقعہ حج آپ کی خدمت میں حاضری و توبہ	۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء
۵۲	ابنِ سعود کی دعوت قبول کرنے سے انکار	۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء
۵۳	مجلس اتحادِ ملت کی سرپرستی	۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء
۵۴	تحریک مجلس شہید گنج کی قیادت	۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء
۵۵	علامہ اقبال کا خراجِ عقیدت	۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء
۵۶	شہید گنج کانفرنس راولپنڈی کی صدارت	جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ / ستمبر ۱۹۳۵ء
۵۷	"امیر ملت" کا اعزاز و خطاب	جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ / ستمبر ۱۹۳۵ء
۵۸	آل انڈیا سنی کانفرنس بدایوں کی صدارت	رجب ۱۳۵۴ھ / اکتوبر ۱۹۳۵ء
۵۹	وائسرائے ہند کو ڈانٹ ڈپٹ	شوال ۱۳۵۴ھ / دسمبر ۱۹۳۵ء
۶۰	میر عثمان علی خاں نظام حیدرآباد دکن کو مجلس عام میں شہزادیوں کو بے پردہ لانے پر تنبیہہ و نظام کی توبہ	ربیع الاول ۱۳۵۶ھ / جون ۱۹۳۷ء
۶۱	مہاراجہ میسور سر سری کرشنا راجہ چندر کی دعوت قبول کرنے سے انکار۔	۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء
۶۲	علامہ اقبال سے آخری ملاقات	۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء
۶۳	قائد اعظم رح کی اپیل پر مسلم لیگ کی حمایت میں "یوم نجات" منانا۔	شعبان ۱۳۵۸ھ / جون ۱۹۳۹ء
۶۴	قرارداد پاکستان کے موقعہ پر قائد اعظم رح کو تہنیتی تار	صفر ۱۳۵۹ھ / ستمبر ۱۹۴۰ء

نمبر	واقعہ	تاریخ
۶۵	نادر شاہ کی دعوت پر دورۂ کابل	شعبان ۱۳۵۹ھ/ستمبر ۱۹۴۰ء
۶۶	"مدینہ فنڈ" کا قیام و سرپرستی	۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء
۶۷	قائدِ اعظمؒ کو "ولی اللہ" کا لقب و خطاب عطا فرمانا	رجب ۱۳۶۲ھ/جولائی ۱۹۴۳ء
۶۸	قائدِ اعظمؒ پر خاکساروں کی طرف سے قاتلانہ حملہ کے بعد مزاج پرسی و دُعائے کامیابی۔	رجب ۱۳۶۲ھ/جولائی ۱۹۴۳ء
۶۹	میجر مبارک علی شاہ آف شاہ جیونہ (جھنگ) کی میسور میں شاندار دعوت	۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء
۷۰	مسلم لیگ کی حمایت میں جمعیت علماء اسلام پنجاب کے اجلاس کی لاہور میں صدارت واہم صدارتی خطاب	صفر ۱۳۶۵ھ/جنوری ۱۹۴۶ء
۷۱	آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس کی صدارت و مسلم لیگ کی حمایت میں تاریخی اعلان	جمادی الاول ۱۳۶۵ھ/اپریل ۱۹۴۶ء
۷۲	قائدِ اعظمؒ کو عطا کردہ لقب "ولی اللہ" کا اعلانِ عام	جمادی الاول ۱۳۶۵ھ/اپریل ۱۹۴۶ء
۷۳	تحریکِ پاکستان کی حمایت میں ملک گیر طوفانی دورے	۱۳۶۵-۶۶ھ/۱۹۴۶ء
۷۴	قیامِ پاکستان پر قائدِ اعظمؒ کی طرف سے شکریہ کا خط	۱۳۶۶ھ/اگست ۱۹۴۷ء
۷۵	مہاجرین کی بھرپور امداد	۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء
۷۶	مجاہدِ ملّت مولانا عبدالستار خاں نیازی کی دربار شریف میں پہلی حاضری۔	۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء
۷۷	آخری حج مبارک (۵۵ واں حج)	ذوالحجہ ۱۳۶۸ھ/ستمبر ۱۹۴۹ء

۷۸	آخری حج کے موقع پر پیر سید غلام محی الدین کی شاندار دعوت ۔	ذوالحجہ ۱۳۶۸ھ / ستمبر ۱۹۴۹ء
۷۹	مدینہ منورہ میں مولانا ضیاء الدینؒ کے ہاں آخری قیام ۔	۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء
۸۰	مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کی دوسری اور آخری حاضری	۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء
۸۱	لائل پور (فیصل آباد) میں غیر مقلدین کی سرکوبی	۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء
۸۲	نارووال ضلع سیالکوٹ میں شیعہ فرقہ کی سرکوبی	شوال ۱۳۷۰ھ / جون ۱۹۵۱ء
۸۳	وصال مبارک و تدفین در علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ	ذیقعد ۱۳۷۰ھ / اکتوبر ۱۹۵۱ء
۸۴	چہلم شریف پر ملک بھر کے نامور علماء و مشائخ کا اجتماع ۔	۱۳۷۰ھ / اکتوبر ۱۹۵۱ء

"دشمنوں (مسلم لیگ کے مخالفین) کے کروڑوں روپے
خرچ ہوئے اور اس فقیر کے دو لفظوں :-
"جو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے نہ آئے، نہ جنازہ
پڑھو اور نہ اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو"
نے کام کیا اور پاکستان کا وجود ظہور میں آیا"

(امیرِ ملت)

("انوارِ مدینہ" از الحاج اللہ ودھایا مطبوعہ لائل پور ۱۹۶۸ء ص ۱۵)

"حضرت امیرِ ملتؒ نے روزِ اوّل ہی سے اس جوہرِ قابل (قائدِ اعظمؒ) کو تاک لیا تھا اور آپ سمجھتے تھے کہ یہی "سوٹ پوش مردِ خدا" بالآخر وہ کام کرے گا جو رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ ہو گا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

"بھائی! محمد علی جناح وہ کام کر رہا ہے جو صوفیا اور مشائخ کا تھا"

("تذکرہ شاہِ جماعت" از عبد القادر فیاضؔ بلگوڈوی)
مطبوعہ میسور (انڈیا) ۱۹۵۴ ص ۷۹)

○

"بنارس کی سُنّی کانفرنس میں حضرت امیرِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ نہ صرف کانفرنسوں کو کامیاب بنایا بلکہ پنجاب واپس آکر حضرتؒ نے تحریکِ پاکستان کو گاؤں گاؤں، قریہ قریہ اور کوچہ کوچہ مؤثر بنا دیا اپنے تمام متعلقین، متوسلین اور مریدین کو حکم دیا کہ وہ اپنی تمام تر توتیں تحریکِ پاکستان کے لیے وقف کر دیں۔ آپ نے نظریۂ پاکستان کی مخالفت کرنے والوں کو گمراہ قرار دیا بلکہ اس میں اتنی شدت برتی کہ جو شخص مسلمانوں کی جدا قومیت کے نظریے سے انحراف کرتا ہے وہ اسلام کے کامل دین ہونے کا منکر ہے، ایسے لوگ اعدائے اسلام شمار ہو کر ہر اس سلوک کے مستحق ہیں جو ملحدین اور مشرکین کے ساتھ کیا جا سکتا ہے نہ ان کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ انھیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔"

(مجاہدِ ملّت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی)

(مجاہدِ ملّت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کے مضمون "محدثِ اعظم علی پوری" مشمولہ کتاب "بہجانِ امیرِ ملّت" مرتبہ محمد صادق قصوری (منتظرِ طبع) سے ایک اقتباس۔

"۴۶-۱۹۴۵ء کے الیکشن میں، میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ، نارووال کے علاقہ میں صوبائی اسمبلی کے امیدوار تھے۔ ان کا مقابلہ نواب محمد دین باجوہ سے تھا۔ جو برادری اور سرمایہ کے اعتبار سے بہت بڑی شخصیت تھے مگر انہیں شکست ہوئی اور دولتانہ کی کامیابی میں سب سے بڑا ہاتھ حضرت قبلہ امیرِ ملت کی (SUPPORT) کا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک دفعہ میں خود دولتانہ صاحب کے ہمراہ ان کی خدمت میں (علی پور شریف) حاضر ہوا تھا جہاں انھوں نے دعا فرمائی تھی۔

(مولانا بشیر احمد اختر)
(محمد صادق قصوری کی منتظرِ طبع کتاب "جہانِ امیرِ ملت"
سے ایک اقتباس)

○

"عالیجناب حضرت امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بے انتہا شاندار کام کیے۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں میرے حلقہ انتخاب تارووال میں آپ نے بے مثال معاونت فرمائی۔ مجھے تو ان کا بیحد احترام ہے علاوہ بریں آنجناب نے پاکستان کے سلسلے میں جو انمول کام سرانجام دیا وہ صد ہزار قابلِ ستائش ہے۔ مجھے تو ان کی یاد کا بے حد احترام ہے"

مکتوبِ گرامی

(جناب میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ

سابق وزیرِ اعلیٰ پنجاب

بنام مصنف

از لاہور محررہ ۲۴ رجنوری ۱۹۸۲ء)

○

”حضرت امیرِ ملّت ؒ ایک با اصول اور با کردار انسان تھے۔ علّامہ اقبال ؒ کے بیحد معترف تھے اور کبھی کبھی ہنس کر فرماتے تھے کہ اقبال میرا ہم وطن ہے۔ (مقصد ”سیال کوٹ“ ہوتا) اُنھیں قائدِاعظم محمد علی جناح ؒ سے بیحد اُنس تھا اور قائدِاعظم ؒ کو بھی حضرت صاحب سے بہت محبت تھی اور اُن کی خاص مُلاقاتیں ہوتی تھیں۔ حضرت صاحب نے کئی بار جلسوں میں تحریکِ پاکستان اور قائدِاعظم ؒ کے بارے میں دعا فرمائی“

(مکتوب گرامی

جناب میاں امیرالدین صاحب

صدر انجمن حمایتِ اسلام ، لاہور

بنام مُصنّف

محررہ ۴ر فروری ۱۹۸۲ء)

"۱۹۴۱ء میں ناچیز انٹرمیڈیٹ کے سالِ دوئم کا طالب علم تھا، حضرت امیرِ ملّت قدس سرّہٗ کے مرید و خلیفہ الحاج قاری محمد شہاب الدین جو محلّہ بیگم بازار (حیدرآباد دکن) میں قائدِ ملّت لسان الامّت نواب بہادر یار جنگ مرحوم و مغفور کی ڈیوڑھی کی عقبی سڑک پر قریب ہی رہتے تھے، نے حضرت امیرِ ملّت کے ناشتہ کی دعوت کی، مجھ ناچیز کو بھی بلایا اور نواب بہادر یار جنگ بھی مدعو تھے۔

یہ وہ وقت تھا کہ حضرت نحیف و نزار ہو چکے تھے مگر بڑے پُر قوت لہجہ میں بمبئی کے بعض ان تجار کو جو دسترخوان پر موجود تھے، فرما رہے تھے کہ

"اس وقت تم لوگ اپنے خزانوں کا مُنہ مسلم لیگ کے فنڈ کے لیے کھول دو اور جناح صاحب کی پوری تائید کرو۔ یہ جہاد کا وقت ہے۔"

(مولانا غلام محمد حیدرآبادی
مصنف حیات بہادر یار جنگ)

"جہانِ امیرِ ملت" مرتبہ محمد صادق قصوری (منتظرِ طبع) سے ایک اقتباس)

○

جناب محترم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا مجھے شرف تو حاصل ہوا مگر قریب سے ملنے کا موقعہ میسر نہ آسکا۔

مسلم لیگ کی تنظیم و تقویت کے لیے جناب پیر صاحب نے ہمیشہ صدقِ دل سے اعانت فرمائی، جس پہ قائدِ اعظم بہت خوش تھے، کیونکہ آپ کا حلقۂ اثر مسلم لیگ میں شریک ہوگیا تھا جس کے باعث بہت سے پیرانِ کرام نے مسلم لیگ کے ساتھ دلچسپی اور معاونت کا اظہار فرمایا۔ میں نے محترم پیر صاحب قبلہ کو اکثر لاہور کے دینی اجتماعات میں دیکھا جہاں آپ مسلم لیگ کی اہمیت اور ضرورت کا ذکر فرماتے اور اس کو اسلامیانِ ہند کی جنگِ آزادی کا پلیٹ فارم قرار دیتے۔ آپ کے اسلوبِ بیان سے لوگ بہت متاثر ہوتے اور جوق در جوق مسلم لیگ میں شریک ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تحریکِ پاکستان میں مسلم لیگ کی کامیابی محترم پیر صاحب قبلہ کی ہی مرہونِ منت ہے۔"

بیگم سلمیٰ تصدق حسین

(بیگم سلمیٰ تصدق حسین کے مضمون "مسلم لیگ کے محسن" مشمولہ "جہان امیر ملت" مرتبہ محمد صادق قصوری (منتظرِ طبع) سے ایک اقتباس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نظریہ پاکستان کی خشتِ اوّل آفتابِ ہند امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی (ف ۱۰۳۴ھ) قدس سرہٗ النورانی نے دینِ اکبری کا قلع قمع کر کے رکھی تھی لیکن مغلیہ سلطنت کے زوال پذیر ہوتے ہی فرنگی سامراج نے اپنا تسلط جما کر اسلامیانِ برصغیر کے قلب و جگر سے روحِ جہاد ختم کرنے کی مذموم کوشش کی تا کہ یہاں پر کفر و ظلمت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے ہی چھائے رہیں۔ حکیم الاُمت علامہ اقبال (۱۸۷۷ء ـ ۱۹۳۸ء) رحمۃ اللہ علیہ نے اسی صورتِ حال کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا ہے ؎

یہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا ۔۔۔ رُوحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات ۔۔۔ اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

۱۸۵۷ء میں مجاہدِ کبیر امامِ معقولات و منقولات حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی (ف ۱۸۶۱ء) رحمۃ اللہ علیہ نے فرنگی جبر و استبداد کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا لیکن برادرانِ وطن کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں نے ان کے مشن کو ناکام بنانے میں سر دھڑ کی بازی لگا دی اور عرصہ تک علماء و مشائخ اور عامۃ المسلمین خاموشی سے گزر اوقات رہے۔ مگر بیسویں صدی کے شروع میں انگریز اور ہندو نے اپنے باہمی اسلام دشمن منصوبوں سے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی تو اسلام کے ایک بطلِ جلیل سنوسیٔ ہند امیرِ ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ نقشبندی مجددی محدث علی پوری (۱۸۴۱ء ـ ۱۹۵۱ء) میدانِ جہاد میں آ کھڑے ہوئے اور پھر دوسرے علماء و مشائخ کو بھی حجروں سے نکال کر اسلام کے ازلی و ابدی دشمنوں کے مقابل لا کھڑا کیا ؎

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری ۔۔۔ کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

امیرِ ملّت جلوت پسند تھے، اُن کی زندگی حرکی (DYNAMIC) تھی، سکونی نہ تھی (STITIC) نہ تھی۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ (۱۹۳۸ء-۱۸۷۷ء) نے ایک جگہ سلاسلِ طریقت کا تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ایسی "تحرکیت پسندی" کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ سلسلہ مجاہدوں اور حریت پسندوں کا سلسلہ ہے چنانچہ تاریخ پاک و ہند کا لکھنے والا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ان تاریخ ساز شخصیتوں کو فراموش نہیں کر سکتا۔

امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد معصوم، حضرت خواجہ سیف الدین، حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی، حضرت خواجہ عبدالاحد، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں، حضرت امیرِ ملّت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، اس سلسلے کے بے شمار اکابرین ہیں جن کی تاریخ مرتب کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

حضرت امیرِ ملّت کی حیاتِ مبارک مذہبی، ملّی اور سیاسی خدمات سے عبارت ہے۔ آپ نے پاک و ہند میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے شمال تک سفر کیا اور خوابیدہ قوم کو بیدار کیا، فتنۂ ارتداد، شدھی تحریک، تحریکِ خلافت، تحریکِ ہجرت، تحریکِ آزادیٔ کشمیر، تحریکِ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انجمن حمایتِ اسلام لاہور، تحریکِ مسجد شہید گنج لاہور، غرض برصغیر کی تمام مسلم مفاد تحریکوں میں قائدانہ اور مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ تحریکِ پاکستان میں آپ کا کردار تاریخ کا ایک سنہری باب ہے اور نژادِ نو کے لیے مشعلِ راہ۔

۱۹۰۶ء میں جب ڈھاکہ میں سرکردہ مسلمان لیڈروں مثلاً مولانا محمد علی جوہر (ف ۱۹۳۱ء) نواب محسن الملک (ف ۱۹۰۷ء) نواب وقار الملک (ف ۱۹۱۷ء) حکیم اجمل خاں (ف ۱۹۲۷ء) اور جسٹس شاہ دین ہمایوں (ف ۱۹۱۸ء) وغیرہم نواب سلیم اللہ خاں والیٔ ڈھاکہ (ف ۱۹۱۵ء) کے ہاں سر جوڑ کر بیٹھے اور مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کے نام سے ایک سیاسی تنظیم کا اعلان کیا تو حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ کے میلاناتِ

بطبع اس طرف ملتفت ہونے لگے اور آپ نے اس کے سیاسی کارکنوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور دامے درمے قلمے سخنے اور قدمے حمایت فرماتے رہے۔

۱۹۳۶ء میں جب قائد اعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کا بیڑا اٹھایا اور ہندو مسلم دو جداگانہ قوموں کی آواز بلند کی تو برصغیر میں سب سے پہلے آپ ہی نے قائد اعظم کو اپنے مکمل اور بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ آپ اس وقت حیدر آباد دکن (انڈیا) میں مقیم تھے۔ وہاں سے قائد اعظم کے نام ایک ہمدردانہ وہمت افزا پُرخلوص خط مع تبرکات تسبیح کے ایڈریس پر ارسال کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:۔

"قوم نے مجھے امیرِ ملت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لیے جو کوشش آپ کر رہے ہیں وہ میرا کام تھا، لیکن میں سو سال کے قریب عمر کا ضعیف و ناتواں ہوں۔ یہ بوجھ آپ پر آن پڑا ہے، میں آپ کی مدد کرنا فرض تصور کرتا ہے۔

میں اور میرے متوسلین آپ کے معاون و مددگار رہیں گے، آپ مطمئن رہیں"

اس کے بعد حضرت امیر ملت نے اپنے تبلیغی' روحانی دوروں کے دوران پشاور سے راس کماری تک مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا حتیٰ کہ مسلم لیگ برصغیر کے چپے چپے میں مقبولِ عام جماعت بن گئی اور بوڑھے بچے جوان کی زبان پر مسلم لیگ زندہ باد کے پُرسرور نعرے گونجنے لگے

حضرت امیرِ ملت نے اپنے صاحبزادگان، خلفاء اور مریدوں کو حکم دیا کہ دل و جان سے مسلم لیگ کی حمایت کریں، رکنیت اختیار کریں اور قائد اعظم کے سپاہی بن کر مسلم لیگ کو ہر دل کی دھڑکن بنا دیں۔ جیسا کہ تحریک پاکستان کے نامور سپاہی پیرزادہ محمد انور عزیز چشتی اپنے ایک انٹرویو میں بیان کرتے ہیں۔

۱۹۳۶ء میں میرے پیر و مرشد امیرِ ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ نے میرے والد صاحب کو مشورہ دیا اور ان سے اجازت طلب کی کہ وہ میری زندگی مسلم لیگ کے لیے مسٹر محمد علی جناح کے ایک سپاہی کی حیثیت سے "وقف" کرنا چاہیئے۔ میرے والد صاحب نے میرے پیر و مرشد کے مشورہ کو قبول کر لیا۔

اپریل ۱۹۳۶ء کی ایک گرم دوپہر کو جب آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس لاہور کے موچی دروازہ کے برکت علی محمڈن ہال میں منعقد ہو رہا تھا۔ میں نے میٹنگ کے وقفے کے دوران مسٹر محمد علی جناح کو اپنے پیر و مرشد اور اپنے والد صاحب کو دو خطوط پیش کیے جن میں ان دونوں عظیم ہستیوں نے میرے لیے یہ تحریر کیا تھا کہ ہمارا یہ بیٹا بہت اچھا مقرر ہے، ہم نے اس کی زندگی مسلم لیگ کے لیے وقف کر دی ہے اسے اپنے سپاہیوں میں شامل فرمالیں۔ مسٹر محمد علی جناح نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور مولانا شوکت علی مرحوم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "یہ نوجوان ضلع منٹگمری (حال ساہیوال) میں ہمارا مجاہد اول ہے" [۳]

اوائل اپریل ۱۹۳۸ء میں حضرت امیر ملت نے کوہاٹ، پشاور اور راولپنڈی کا دورہ فرمایا اور کانگرس کی خوب قلعی کھولی اور مسلم لیگ کی تائید و حمایت میں مدلل تقریریں کیں۔ کوہاٹ میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے مسلمانوں کو تاکید کرتے ہوئے ارشاد کیا۔

"سب مسلمان آپس میں متفق ہو کر اسلامی جھنڈے تلے آجاؤ۔ ہندو مسلمان کا ہرگز خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ آج کل اطراف عالم میں جو مظالم ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر ڈھائے جا رہے ہیں کسی فرد و بشر سے پوشیدہ نہیں۔ ایسے مظالم کو سامنے دیکھ کر اب بھی اگر کوئی مسلمان ان سے اختلاط کرے خواہ وہ مولوی ہو یا عالم اس کو اسلام سے کیا تعلق اور مسلمانوں کو اس سے کیا میل ملاپ۔ ایسے نام نہاد مولویوں سے اُن کو

تقویت پہنچی ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ظلم کر رہے ہیں"۔

آخر میں آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا فرمائے اور ایسے نام نہاد مسلمان (ہندو پرستوں) سے سچے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا مولا کریم۔

۲۲ راپریل ۱۹۳۸ء کو جامع مسجد کلاں میانہ پورہ سیالکوٹ میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے حضرت امیرِ ملتؒ نے "حقانیتِ اسلام" کے موضوع پر ۲½ گھنٹے کے ایمان افروز اور باطل سوز خطاب میں فرمایا:۔

مسلمانو! آج ایک جھنڈا اسلامی ہے دوسرا کفر کا۔ تم کس جھنڈے کے کے سائے میں رہو گے؟"

سب حاضرین نے متفقہ آواز میں کہا، اسلام کے جھنڈے کے سایے میں۔ پھر آپ نے کلمۂ شہادت پڑھوا کر حاضرین سے وعدہ لیا اور سب حاضرین نے یک زباں ہو کر ہاتھ بلند کر کے وعدہ کیا کہ ہم کفر کے جھنڈے کے نیچے جا کر اُن میں ہرگز شامل نہ ہوں گے بلکہ اُن سے شامل ہونے والوں کے ساتھ کسی قسم کا برتاؤ نہ رکھیں گے۔ نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے اور نہ ان کو اپنے قبرستان میں مرنے کے بعد دفن کریں گے۔ ۵

۱۱ رمئی ۱۹۳۸ء کو انجمن خدام الصوفیہ ہند علی پور سیداں کے ۲۵ ویں سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیرِ ملت نے فرمایا کہ:۔

"ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ وہ تمام کے تمام مسلم لیگ میں شامل ہوں کیونکہ اس وقت کُفر اور اسلام کی آپس میں جنگ ہے۔ ایک طرف کفر کا جھنڈا ہے اور دوسری طرف اسلامی پرچم ہے جو مسلم لیگ کا ہے۔ تمام مسلمانوں کے لیے لازم ہے بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس وقت مسلمانوں کو بچانے کے لیے اور اسلامی شعائر کی حفاظت کے لیے تمام کے تمام مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں"۔ ۶

حضرت اقدس کے اس اعلان کے بعد لوگ دھڑا دھڑ مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے حتیٰ کہ جلد ہی مسلم لیگ عوامی جماعت بن گئی۔ حضرت کے مریدوں نے پورے ملک

میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کر کے تحریکِ پاکستان کو ایک ولولۂ تازہ بخشا۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو حضرت نے صوبہ سرحد کے مریدوں کو ایک خصوصی پیغام بھیجا کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو کر آزادی کی منزل حاصل کرنے کے لیے اپنی تمام تر مساعی صرف کر دیں۔ ؎

گزشتہ سطور میں ۱۱ مئی ۱۹۳۸ء کے سالانہ اجلاس علی پور سیداں کا ذکر کیا گیا ہے یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس موقعہ پر حضرت امیرِ ملت نے قائدِ اعظم کی ملتِ اسلامیہ کے لیے گرانقدر خدمات اور مساعی جمیلہ کا اعتراف فرماتے ہوئے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے کہ اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب کرے اور اُنھیں زیادہ سے زیادہ اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ؎

دسمبر ۱۹۳۸ء میں حضرت امیرِ ملت براہ کراچی عازمِ حج ہوئے۔ بخشی مصطفیٰ علی خاں (خلیفہ امیرِ ملت، ف ۱۹۷۴ء) بھی قدموں کے ساتھ تھے۔ جہاز کی روانگی کے انتظار میں چار دِن کراچی قیام کرنا پڑا۔ اس اثنا میں کراچی شہر کے قاضی صاحب نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ مسلم لیگ کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے؟ یہاں صوبہ سندھ میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہو گئی ہیں۔ ایک مجبور کرتی ہے کہ کانگرس میں شامل ہوں، دوسری زور لگاتی ہے کہ مسلم لیگ میں داخل ہوں۔

آپ نے جواباً فرمایا:۔

قاضی صاحب! آپ کے سامنے دو عَلَم ہیں، ایک حق کا دوسرا باطل کا۔ فرماؤ! آپ کون سا عَلَم پسند کریں گے؟ مرنا بھی ہو تو کیا باطل کے عَلَم کے نیچے مرنا پسند کرو گے؟ قاضی صاحب نے کہا کہ حضور! مسئلہ سمجھ میں آگیا۔ ؎

۱۹۳۹ء میں برِصغیر میں پاکستان کی آواز تو بلند ہو رہی تھی لیکن کوئی اس کی علمی و عملی صورت اور اس کی فلسفیانہ اور منطقی بنیاد کو واضح اور معین شکل میں اب تک پیش

نہ کر سکا تھا۔ حضرت امیرِ ملت نے اپنے مریدِ خاص پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر الحسن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو اس کام پر مامور کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے شاگرد ڈاکٹر افضال حسین قادری (ف ۱۹۷۴ء) کے تعاون سے ستمبر ۱۹۳۹ء میں ایک سکیم مع چارٹ و نقشہ جات اور مقدمہ بعنوان "ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ اور اس کا حل" مسلم لیگ کی مجلسِ عاملہ کے سامنے پیش کی جس نے "علی گڑھ پاکستان سکیم" کے نام سے شہرتِ عام بقائے دوام حاصل کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تمام اساتذۂ کرام اور پروفیسران کا زبردست بیان سکیم کی تائید و حمایت میں شائع ہوا اور جلد ہی یہ سکیم پورے برِصغیر میں ہر دل کی دھڑکن بن گئی۔ چنانچہ تحریکِ پاکستان کی تاریخ میں علی گڑھ سکیم ایک نشانِ اعظم کا درجہ رکھتی ہے۔

اس سکیم کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت امیرِ ملت کے مشورہ پر ڈاکٹر سید ظفر الحسن (ف ۱۹۴۹ء) اور حکیم الاُمت علامہ اقبال (ف ۱۹۳۸ء) کے مابین کچھ عرصہ خط و کتابت بھی رہی اور بعض باتوں کی وضاحت کے لیے اپنے شاگردِ خاص ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کو بارہا حکیم الاُمت کی خدمت میں بھیجا۔[۵]

ڈاکٹر سید ظفر الحسن (ف ۱۹۴۹ء) کا خیال تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی اپنی ایک علیحدہ قومی شناخت ہے جو بڑی حد تک غیر مسلموں سے مختلف ہے۔ اس اسکیم میں ہندوستان کو تین خود مختار وفاقوں میں تقسیم کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا جن میں سے ایک شمال مغرب میں واقع چار مسلم اکثریتی صوبوں اور متعدد چھوٹی ریاستوں پر، دوسرا بنگال (ہاوڑہ، مدنا پورہ، بہار کا ضلع پورنیا اور آسام کا ضلع سلہٹ نکال کر) پر اور تیسرا باقی ماندہ ہندوستان (چند علاقے مستثنیٰ کر کے) پر مشتمل ہو جس کے لیے انھوں نے خصوصی حیثیت کی ٹھوس تجویز پیش کی۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی تجویز پیش کی کہ ان تینوں وفاقوں کو دفاع اور حملہ کے لیے باہمی اتحاد کی اجازت دی جائے۔[۶]

۱۹۳۹ء میں جب کانگرس کے سیاسی مقابلے میں مسلم لیگ کو فتح ہوئی اور

کانگرس وزارت سے مستعفی ہوگئی تو مسلمانوں میں ہر طرف مسرت کی لہر دوڑ گئی کیونکہ ہندوؤں کی ایذارسانیوں اور ریشہ دوانیوں سے نجات مل گئی۔ اس پر حضرت قائدِ اعظم نے ۲ دسمبر ۱۹۳۹ء کو مسلمانانِ ہند سے اپیل کی کہ وہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ء بروز جمعۃ المبارک "یوم نجات" منائیں اور بعد نماز جمعہ دو نفل شکرانہ کے خداوندِ قدوس کی بارگاہ میں ادا کریں۔ اس فیصلے کو مسلمانوں اور دوسرے پسماندہ فرقوں نے نہایت جوش و خروش سے قبول کیا۔ پورے ہندوستان میں جلسے ہوئے جن میں کانگرسی حکومتوں کے مظالم کا ذکر کیا گیا اور ان سے نجات پانے پر شکر ادا کیا گیا۔[۱۲]

حضرت امیرِ ملت نے دربارِ عالیہ علی پور سیداں (سیالکوٹ) میں شایانِ شان "یوم نجات" منانے کا اہتمام فرمایا اور تاریخی مسجد نور میں کثیر جماعت کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد دو نفل شکرانہ ادا فرمائے اور پھر اپنے مخصوص دلپذیر انداز میں حاضرین سے خطاب فرمایا اور یوم نجات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ:۔

> "دو جھنڈے ہیں ایک اسلام کا، دوسرا کفر کا۔ مسلمانو! تم کون سے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو گے؟ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ جو کفر کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے ان میں سے اگر کوئی مر جائے گا تو کیا تم اُن کے جنازہ کی نماز پڑھو گے؟ سب نے انکار کیا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو گے؟ سب نے اقرار کیا کہ ہرگز نہیں پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ اس وقت سیاسی میدان میں اسلامی جھنڈا مسلم لیگ کا ہے ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور سب مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیئے۔"[۱۳]

اس کے بعد جوں جوں قائدِ اعظمؒ کی زیرِ قیادت مسلم لیگ کی خدمات منظرِ عام پر

آتی گئیں۔ حضرت امیرِ ملت رضی کی توجہ مبارک اس طرف مبذول ہوتی گئی۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو اقبال پارک لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس قرار دادِ پاکستان منعقد ہوا تو حضرت نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی نمائندگی کے لیے مولانا عبدالحامد بدایونی (ف ۱۹۷۰ء) اور مولانا عبدالغفور ہزاروی (ف ۱۹۷۰ء) کو بھیجا جبکہ مجاہدِ ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی اس وقت نوجوان طلبا کی نمائندگی کر رہے تھے۔ اوّل الذکر دونوں حضرات مسلم لیگ کے باقاعدہ ممبر، مبلغ اور جاں نثار خادم تھے۔ اس موقعہ پر حضرت امیرِ ملت نے ایک بیان جاری فرمایا کہ:-

"مسلم لیگ ہی ایک عوامی جماعت ہے۔ مسلمانو! سب اس میں شامل ہو جاؤ اگر اس میں شامل نہ ہو گے تو اور کون سی جماعت ہے جو مسلمانوں کی ہمدرد ہو سکتی ہے۔ کانگرس سے اس بات کی توقع رکھنا کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرے گی، فضول ہے"[۱۴]

انہی دنوں قائدِ اعظم رح علیحدہ قومیت کی بنیاد پر جداگانہ حکومت کا نظریہ منوانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ حضرت امیرِ ملت نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرار دادِ پاکستان کے مبارک موقع پر حسبِ ذیل تہنیتی تار ارسال فرما کر اپنی بھرپور تائید و حمایت کا یقین دلایا تار کا مضمون یہ تھا:-

"فقیر مع نو کروڑ جمیع اہلِ اسلام ہند، دل و جان سے آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہے اور آپ کی ترقی مدارج کے لیے دعا کرتا ہے"[۱۵]

۲۶ جولائی ۱۹۴۳ء کو ظہر کے وقت خاکسار کارکن رفیق صابر آف مزنگ لاہور نے قائدِ اعظم رح پر قاتلانہ حملہ کیا اور حملہ کی خبر اسی شام ریڈیو بمبئی نے نشر کی تو حضرت امیرِ ملت اُن دنوں حیدر آباد دکن میں جلوہ افروز تھے۔ رات کو ۱۰ بجے کے قریب مسلمانانِ حیدر آباد دکن کے محبوب رہنما لسان الامت قائدِ ملت حضرت الحاج نواب بہادر یار جنگ رح

(ف ۱۹۴۴ء) صدر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ و صدر مجلسِ اتحاد المسلمین حیدر آباد دکن، عجیب پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ رُوح فرسا خبر سُنائی۔ آپ کو اس خبر سے بہت رنج ہُوا۔ آپ نے فوراً رُو بقبلہ ہو کر حضرت قائدِ اعظمؒ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر و کامیابیٔ مقاصد کے لیے دُعا مانگی۔ دوسرے دن آپ نے بقلمِ خاص قائدِ اعظمؒ کے نام ہمدردی و مزاج پُرسی کے طور پر ایک مکتوب تحریر فرمایا اور جب نواب بہادر یار جنگؒ دوبارہ حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا مکتوب ان کو سنایا اور پھر نواب صاحبؒ کی تجویز پر اس کا انگریزی ترجمہ ٹائپ کرا کے اصل تحریر کو اس کے ساتھ منسلک فرمایا اور اس کے علاوہ ایک نادر قلمی نسخہ قرآن مجید، ایک مخملی جانماز، ایک تسبیح، ایک شال، ایک زمزمی آبِ زمزم اور دیگر اشیاء بذریعہ حضرت بخشی مصطفٰے علی خانؒ (ف ۱۹۷۴ء) خلیفہ امیرِ ملت و سابق ڈی ایس پی بنگلور، قائدِ اعظمؒ کو روانہ فرمائیں۔

حضرت امیرِ ملتؒ قدس سرہٗ نے اپنے مکتوبِ گرامی میں سلام و دُعا کے بعد تحریر فرمایا تھا کہ:

> "قوم نے مجھے امیرِ ملت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لیے جو کوششیں آپ کر رہے ہیں، وہ میرا کام ہے لیکن میں اب سو سال سے زیادہ عمر کا ضعیف و ناتواں شخص ہُوں؛ میرا بوجھ جو آپ پر پڑا ہے اس میں امداد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہُوں، آپ مطمئن رہیں۔ نمرود کی دشمنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی، فرعون کی دشمنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دین کی، ابوجہل کی دشمنی ہمارے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ترقی کا باعث ہوئی ہے۔

اب جو یہ حملہ آپ پر ہوا ہے، آپ کی کامیابی کے لیے فالِ نیک ہے۔

آپ کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ آپ کو حصولِ مقصد میں خواہ کتنی ہی دشواریوں کا سامنا کرنا ہو آپ بالکل پروا نہ کریں اور پیچھے نہ ہٹیں جس شخص کو اللہ کامیاب فرمانا چاہتا ہے، اُس کے دشمن پیدا کر دیتا ہے۔

"میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے۔ میں اور میرے تمام یارانِ طریقت آپ کے معاون و مددگار رہیں گے آپ بھی عہد کریں کہ اپنے مقصد سے ذرہ بھر نہیں ہٹیں گے۔" ۱۶

بخشی صاحب جب حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کا مکتوبِ گرامی لے کر جانے لگے تو نواب بہادر یار جنگ بھی تشریف لے آئے اور بخشی صاحب کو اپنی طرف سے حضرت قائدِ اعظم رہ کے نام مندرجہ ذیل خط دیا۔

حیدر آباد دکن

۳ر اگست ۱۹۴۲ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح

حاملِ رقعہ ہذا خان بہادر بخشی مصطفےٰ علی خاں، امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب (محدثِ علی پوری)، کے پیغامبر ہیں جن کے پورے ہندوستان میں لاکھوں مرید اور جاں نثار موجود ہیں۔ وہ (مفتی) کفایت اللہ (دہلوی دیوبندی) (مولانا) احمد سعید (دہلوی دیوبندی) اور مولانا حسین احمد مدنی (دیوبندی) کے گروہ سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ انہوں نے ہمیشہ خود کو ہر قسم کے سیاسی جوڑ توڑ سے بالاتر رکھا ہے اور صرف اپنے مذہبی تشخص و تبلیغِ اسلام پر نظر رکھی ہے مجھے جب بھی اُن ملاقات کا شرف حاصل ہوا، میں نے اُن کو آپ کا مداح اور قدر شناس پایا۔ وہ آپ کے لیے بڑے نیک خیالات رکھتے ہیں۔ آپ پر قاتلانہ حملے کی مذمت کے ضمن میں اُن کے اخباری بیان نے اُن کے مریدوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

جن میں اعلیٰ حیثیت اور اثر و رسوخ والے اشخاص بھی شامل ہیں.
امیرِ ملت نے اپنے پیغامبر کے ذریعہ آپ کے لیے ایک خط اور کچھ تحائف بھی ارسال کیے ہیں۔ ان تحائف میں قرآنِ حکیم کا ایک قلمی نسخہ بھی ہے جو یمن میں تیار ہونے والے کپڑے پر مدینہ طیبہ میں لکھا گیا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کے پیغامبر کو چند منٹ کے لیے ملاقات کا وقت دیدیں اور پیر صاحب کو جواباً ستائش و تشکر کا خط لکھ دیں۔ یہ اقدام اس محترم شخصیت کی حوصلہ افزائی اور اخلاص کے لیے بڑا سود مند ہو گا۔

میں آپ کی صحت یابی اور درازئ عمر کے لیے دعا گو ہوں۔

آپ کا مخلص ترین

محمد بہادر خاں

بخشی صاحب، خط اور تحائف لے کر بمبئی گئے۔ مالابار ہل پر قائد اعظم کی فرود گاہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے ملاقات پر پابندی لگا رکھی ہے۔ وہ مخدومۃ القوم فاطمہ جناح (مادرِ ملت) سے مل کر خط اور تحائف ان کے سپرد کر آئے اور واپس آ کر تفصیل اور خیریت مزاج سے حضرت امیرِ ملت کو مطلع کیا۔ چند روز بعد (۱۱ اگست ۴۳ء کا لکھا ہوا) حضرت قائد اعظم کا خط آیا جس میں انھوں نے سلام دعا کے بعد لکھا تھا کہ :-

"جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شاملِ حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کہ میری راہ میں کتنی بھی تکلیفیں کیوں نہ آئیں، میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہ ہٹوں گا۔ آپ نے قرآن شریف اس لیے عنایت فرمایا ہے کہ

کہ میں مسلمانوں کا لیڈر ہوں ، جب تک قرآن شریف اور دین کا علم نہ ہو ، کیا لیڈری کر سکتا ہوں ! میں وعدہ کرتا ہوں کہ قرآن شریف پڑھوں گا ، انگریزی ترجمے میں نے منگوا لیے ہیں ، ایسے عالم کی تلاش میں ہوں جو مجھے انگریزی میں قرآن کی تعلیم دے سکے ۔ جانماز آپ نے اس لیے عطا کی ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانتا تو مخلوق میرا حکم کیونکر مانے گی ؟ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں گا ۔ تسبیح آپ نے اس لیے ارسال کی ہے کہ میں اس پر درود شریف پڑھا کروں ، جو شخص اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی رحمت طلب نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے نازل ہو سکتی ہے ، میں اس ارشاد کی بھی تعمیل کروں گا ۔[۱۸]

جب قائداعظمؒ کا مکتوب حضرت امیر ملتؒ کو پڑھ کر سنایا گیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ :۔

"میں حیدر آباد دکن میں بیٹھا ہوں اور جناح صاحب بمبئی میں ہیں ۔ اتنے بُعدِ مسافت پر اُن کو میرے مافی الضمیر کی کیسے خبر ہو گئی ۔ درآں حالیکہ میں نے اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا ہے ۔ بے شک جناح صاحب تو ولی اللہ ہیں کہ انھوں نے میرے دل کی بات جان لی ۔" [۱۹]

نواب بہادر یار جنگؒ کے خط کے جواب میں قائداعظمؒ نے یہ خط لکھا ۔

۱۱ / اگست ۱۹۴۲ء

ڈیئر نواب بہادر یار جنگ

"مجھے پیر صاحب کا خط ملا اور میں بہت مشکور ہوں کہ اُنھوں نے مجھے قرآن شریف کا ایک نسخہ ، مدینے کی بنی ہوئی جانماز ، تسبیح اور زمزم اپنے پیغام بر خان بہادر بخشی مصطفےٰ علی خاں کے ہاتھ ارسال کیا میں امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ کے نام اپنا خط منسلک کر

کر رہا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ آپ اس کو ان کے صحیح پتے پر ارسال کر دیں گے۔ میں طبیعت کی ناسازی کی بنا پر اُن کے پیغامبر کو خوش آمدید نہ کہہ سکا۔ البتہ مس جناح نے ان کا استقبال کیا اور تحائف وصول کیے۔ میں تیزی سے صحت یاب ہو رہا ہوں۔ تشویش کی ضرورت نہیں ہے بہت جلد صحت یاب ہو جاؤں گا۔ مس جناح اور میرا سلام قبول ہو۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے جناح [۲۰]

۱۹۴۴ء میں حضرت امیرِ ملت ؒ نے ضلع ہوشیار پور (حال مشرقی پنجاب انڈیا) کا دَورہ کر کے مسلم لیگ کے پیغام کو عام کیا۔ اور لوگوں کو تحریکِ پاکستان کی حمایت کے لیے کمربستہ کیا۔ ایک ایسے ہی جلسے کی رو ئداد مولانا شاہ محمد جعفر پھلواری (ف ۱۹۸۲ء) سے سُنیے :۔

"۱۹۴۴ء میں قبلہ پیر جماعت علی شاہ ؒ کی زیرِ صدارت دوسوہہ (ضلع ہوشیار پور) میں بہت بڑا جلسہ تھا جس میں مجھ کو بنظرِ محبت مدعو کیا گیا۔ میں نے معذرت لکھ بھیجی کہ حالات کے پیشِ نظر نہیں پہنچ پاؤں گا۔ یکایک ایک دن پہلے تار ملا کہ دسوہہ کے جلسے میں پہنچو۔ یہ تار قبلہ پیر جماعت علی شاہ ؒ کی طرف سے تھا جس کے بعد میرے لیے انکار کی گنجائش نہ رہی لہٰذا میں حاضر ہوا۔ یہ جلسہ بہت ہی کامیاب اور کامران ہوا حضرت قبلہ پیر جماعت علی شاہ ؒ نے مسلم لیگ کی اہمیت اور پاکستان کے موضوع پر بااثر اور دل کی گہرائیوں میں اُتر جانے والی تقریر فرمائی۔ ہندوؤں کی مکاری اور انگریز کے خلاف جو مسلمانوں کے مقابلے میں آریہ سماجی ہندوؤں اور برہمنوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے، کے متعلق وضاحت سے تقریریں فرمائیں۔ [۲۱]"

جون ۱۹۴۴ء میں حضرت امیرِ ملت ؒ سری نگر (کشمیر) میں تشریف فرما تھے کہ

قائدِ ملت چوہدری غلام عباس (ف ۱۹۶۷ء) جو آپ کے مرید صادق تھے، قائدِ اعظمؒ کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے قائدِ اعظمؒ کی پُر تکلف دعوت کی اور انواع و اقسام کے ۴۵ کھانے دستر خوان پر چنے گئے اور کشمیری رواج کے مطابق آخر میں گشتابہ یا گشتابہ نامی کھانا پیش کیا گیا، اس کے لیے گوشت کو میٹھے میں پکایا جاتا ہے۔ دعوت کے اختتام پر حضرت امیرِ ملتؒ نے قائدِ اعظمؒ کو تحائف مرحمت فرمائے اور کامیابی و کامرانی کی دُعا فرمائی اور حاضرین سے فرمایا کہ سب لوگ مسلم لیگ کے لیے وقف ہو جاؤ اور دامے دِرمے قلمے سخنے مدد فرما کر تحریکِ پاکستان کو ساحلِ کامیابی سے ہمکنار کریں۔ یاد رہے کہ اس تاریخی اور بے مثل دعوت میں کشمیر اور بیرونِ کشمیر کے رؤسا و عمائدین بھی شامل تھے۔ [۲۲]

اس دعوت کی تفصیل مشہور کشمیری مؤرخ اور صحافی کلیم اختر کی زبانی سنیئے:۔

۱۹۴۴ء میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سرینگر میں تھے۔ آپکا قیام ہوس بوٹ میں تھا۔ جموں اور سرینگر میں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ کے ہزاروں مریدین تھے۔ جموں میں قاضی خاندان اُن سے بیعت تھا، جموں تشریف لاتے تو قاضی امیر الدین صاحب مرحوم والدِ ماجد قاضی شمس الدین مرحوم اور قاضی ظہور الدین ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز پنجاب کے ہاں قیام فرماتے۔ چوہدری غلام عباس مرحوم کو بھی ان سے عقیدت و محبت تھی۔ میرے تایا ماسٹر غلام حیدر مرحوم سابق ہیڈ ماسٹر، حضرت صاحب کے مرید تھے۔

سری نگر میں ۱۹۴۴ء میں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ نے قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے اعزاز میں نشاط باغ میں ایک بہت بڑی دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔ یہ دعوت فرشی تھی، سبزہ زار پر قالین بچھائے گئے اور گاؤ تکیئے لگائے گئے اور قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ

نے بھی سب کے ساتھ فرش پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ کی اس دعوت میں سری نگر کے معززین کے علاوہ ان کے مریدوں کی ایک خاصی تعداد موجود تھی۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح نے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ اور اُن کے رفقارِ کار سے بات چیت کی۔

اس مجلس کی ایک بات بہت مشہور ہوئی کہ دعوت کے خاتمہ پر حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ کے ایک مرید نے ایک ڈبہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیا جسے انھوں نے کھولا اور اس میں سے ایک سگار نکال کر قائدِ اعظم محمد علی جناح کو پیش کیا جسے انھوں نے لے لیا اور سلگا لیا۔ بعد میں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ جیسے ممتاز اور عظیم عالمِ دین نے سگار کیوں پینے کے لیے دیا۔

"آپ نے فرمایا۔" آپ لوگ اس انسان کی قدر و قیمت سے ناواقف ہیں۔ یہ کھانے کے بعد سگار پیتے ہیں اور میرے مہمان ہیں میری نظروں میں اس کا درجہ ولی سے کم نہیں ہے۔"

یہ جواب سُن کر سوال کرنے والا خاموش ہو گیا اور اس موقع پر حضرت پیر صاحبؒ نے لوگوں کو تحریکِ پاکستان میں شمولیت کی دعوت بھی دی۔ اور تلقین بھی کی۔ ۲۳؎

دعوت سے فارغ ہو کر حضرت امیرِ ملتؒ نے قائدِ اعظمؒ کی کامیابی کی پیش گوئی کی اور دو جھنڈے عطا فرمائے، اُن میں ایک جھنڈا سبز تھا اور دوسرا سیاہ فرمایا کہ سبز جھنڈا مسلم لیگ کا ہے اور دوسرا کفر کا۔ پھر قد آور اشتہارات کے ذریعے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ آپ کی اس پیشگوئی پر کامل یقین کرتے ہوئے قائدِ اعظمؒ نے لاہور کے ایک عظیم الشان اجتماع میں کہا تھا کہ :-

"میرا ایمان ہے کہ پاکستان ضرور بنے گا کیونکہ امیرِ ملت مجھ سے فرما چکے ہیں کہ پاکستان ضرور بنے گا اور مجھے یقینِ واثق ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی زبان کو سچا ضرور کریں گے۔" ۴۴

تحریکِ پاکستان کے نامور کارکن پیرزادہ محمد انور عزیز چشتی اس دعوت کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں، یہ بھی سُن لیجیے!

۱۹۴۴ء ہی میں سیالکوٹ کے بعد قائدِ اعظمؒ کشمیر تشریف لے گئے۔ وہاں ان دنوں میرے پیر و مرشد حضرت امیرِ ملت سید جماعت علی شاہ صاحب محدثِ علی پوری (رحمۃ اللہ علیہ) بھی سرینگر میں تشریف فرما تھے۔ جب حضرت صاحب کو حضرت قائدِ اعظمؒ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادے سید نور حسین شاہ صاحب کو اپنے مریدانِ خاص الحاج اللہ ودھایا لائل پوری اور الحاج غلام جیلانی، (جیلانی پیٹنٹ سروس راوی روڈ لاہور) کے ہمراہ دعوتِ عصرانہ کی دعوت دینے کے لیے بھیجا، قائدِ اعظمؒ نے بخوشی حضرت امیرِ ملت کی دعوت قبول فرمائی آپ جب دعوت میں شرکت کے لیے پہنچے تو ہمارے حضرت صاحبؒ نے تمام مریدین اور معتقدین کے ہمراہ کھڑے ہو کر قائدِ اعظم کا استقبال کیا اور انتہائی محبت اور خلوص کے ساتھ قائدِ اعظمؒ کو اپنے ساتھ بٹھایا۔

دعوت کے اختتام پر قائدِ اعظمؒ نے آپ سے مسلم لیگ کی کامیابی اور قیام پاکستان کے لیے دُعا کی درخواست کی، جس پر آپ نے انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ مسلم لیگ کی کامیابی اور قیامِ پاکستان کے لیے دُعا فرمائی اور ساتھ ہی قائدِ اعظمؒ کی درازیٔ عمر اور صحت کے لیے خصوصی دُعا بھی فرمائی اور اپنے ہاتھ سے قائدِ اعظمؒ کو قیمتی سگار کا تحفہ پیش کیا، حالانکہ حضرت صاحب کی محفل میں کوئی شخص بھی سگریٹ تک نہیں پی سکتا تھا

قائدِ اعظمؒ کے رخصت ہونے کے بعد آپ کے مریدِ خاص حاجی اللہ ودھایا نے نہایت عاجزی سے استفسار کیا کہ حضور نے ایسا کیوں کیا؟

میں نے ۱۹۳۶ء میں دیکھا تھا کہ برصغیر کے مسلمانوں کے شیر دل لیڈر حضرت مولانا شوکت علیؒ اسی عقیدت، نیاز مندی اور خلوص سے قائدِ اعظمؒ کا احترام فرماتے تھے جیسے کوئی پاکباز مرید اپنے مرشد کا ادب کرتا ہو۔ مولانا نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا! میرے پاس عمل اور تنظیم کی جتنی بھی قوت ہے، وہ جناح صاحب کے لیے وقف ہے کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر مخلص، دیانتدار، راست گو اور ہندو سیاست کو سمجھنے اور ترکی بہ ترکی جواب دینے والا سارے ہندوستان میں کوئی نہیں ہے۔"

اسی طرح میرے پیر و مرشد نے اپنے مریدِ خاص سے فرمایا: مسٹر جناح اللہ تعالیٰ کے چُنے ہوئے خاص بندوں میں شامل ہے اور قدرتِ کاملہ اس سے مسلمانوں کی آزادی کے "ہیرو" کا کام لینے والی ہے، اس لیے میرے مریدین و معتقدین کا فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اور دل و جان سے نہ صرف جناح کا ادب واحترام کریں بلکہ ان کے احکامات کی بھی پوری پوری تعمیل کریں۔"

یہ الفاظ نہ صرف میرے دل و دماغ میں محفوظ ہیں بلکہ اسی لیے جب بھی جی ایم سیّد یا غفار خاں جیسا کوئی شخص، قائدِ اعظمؒ کی شان میں زبانِ طعن دراز کرتا ہے تو میرا خون کھولنے لگتا ہے اور میرے پیر و مرشد کے الفاظ میرے دل و دماغ میں قائدِ اعظمؒ کی عظمت اور محبت کو دوچند کر دیتے ہیں اور میرا سر بانیٔ پاکستان بابائے قوم حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے حضور انتہائی عقیدت و احترام سے جھک جاتا ہے اور ان شاء اللہ العزیز زندگی کے آخری سانس تک پیارے قائدِ اعظمؒ کے اس عطیۂ خداوندی چمنستان پاکستان کی بقا، اور سالمیت کے لیے جدوجہد جاری رکھوں گا۔ ۲۵

قائدِ اعظمؒ کے تمام تر روحانی مدارج کا انحصار حضرت امیرِ ملتؒ کے فیضِ نظر سے تھا۔ کوئی مانے یا نہ مانے لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ حضرت قائدِ اعظمؒ نے ۱۹۴۴ء میں سری نگر (کشمیر) میں ملاقات کے بعد شام کو خاموشی کے ساتھ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست سعادتِ بیعت بھی حاصل کر لی تھی اور حضرت سے بھرپور روحانی استفادہ کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قائدِ اعظمؒ مکمل طور پر شریعت کے احکام کے پابند تھے۔ اب آہِ سحر گاہی اور دعائے نیم شبی ان کا وظیفہ بن چکا تھا۔ مگر وہ اخفا کے قائل تھے، ظاہر داری اور تشہیر کے خلاف تھے۔ چنانچہ ۱۹۴۶ء کا ایک واقعہ رئیس الاحرار مولانا حسرت موہانیؒ (ف ۱۹۵۱ء) بیان فرماتے ہیں کہ:۔

> ایک روز وہ نمازِ فجر پڑھ کر علی الصبح اس نیت سے قائدِ اعظمؒ کی رہائش گاہ پہ پہنچے کہ اس وقت قائدِ اعظمؒ تنہا اور فارغ ہوں گے اور ان سے خوب دل جمعی سے بات چیت ہو سکے گی چنانچہ وہ منہ اندھیرے وہاں پہنچے تو خادم نے مولانا کو ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا اور خود قائدِ اعظمؒ کو اطلاع دینے کے لیے اندر چلا گیا۔ وہاں بیٹھے بیٹھے مولانا کی نظر ایک اندرونی دروازے پر پڑی جو ساتھ کے کمرے میں کھلتا تھا اور اس وقت اس پہ پردہ لٹک رہا تھا۔ مولانا اپنی جگہ سے اٹھے اور اس دروازے کا پردہ اٹھا کر دوسرے کمرے میں یہ دیکھنے کے لیے کہ وہاں کون ہے اندر جھانکنے لگے۔ اندر بتی جل رہی تھی اور کمرے کے ایک کونے میں کوئی صاحب جائے نماز بچھائے رِقبلہ رُو اپنے معبود کے روبرو سجدہ ریز تھے۔ حالتِ سجدہ میں پڑا جسم یوں لرز رہا تھا جیسے شدید گریہ طاری ہو۔

مولانا حسرت موہانی کا کہنا ہے کہ وہ صاحب محمد علی جناح تھے جو سجدہ میں

خالقِ کائنات سے فریاد کناں تھے۔" ۲۶

اواخرِ جون ۱۹۴۵ء میں حضرت امیرِ ملت نے تحریکِ پاکستان کی حمایت میں ایک زبردست بیان جاری فرمایا جس کا عنوان "تحریکِ پاکستان اور صوفیاء کرام تھا۔ اس بیان کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ "محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے لہٰذا سب مسلمان قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہوں۔"

آپ کے اس بیان کی تائید سجادہ نشین خانقاہِ سراجیہ گورداسپور، حضرت پیر سید محمد فضل شاہ (ف ۱۹۶۶ء) امیر حزب اللہ جلال پور شریف ضلع جہلم، حضرت میاں علی محمد سجادہ نشین بستی شریف (ف ۱۹۷۵ء) حضرت خواجہ غلام سدید الدین سجادہ نشین تونسہ شریف (ف ۱۹۶۰ء) اور حضرت سید محمد حسین سجادہ نشین سکھو چک ضلع گورداسپور (ف ۱۹۷۸ء) و دیگر مشائخ عظام نے کی۔ ۲۷

۱۹۴۵ء میں جب کانگرسی علماء نے پاکستان کی مخالفت کی سر دھڑ کی بازی لگا رکھی تھی، حضرت امیرِ ملت نے قیامِ پاکستان کی حمایت میں اطراف و اکنافِ ملک کے دورے کیے اور قائدِ اعظم رح کے حق میں فضا ساز گار بنائی۔ آپ کی جامع اور مدلل تقاریر سے متاثر ہو کر لوگ کانگرس سے الگ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے تو بمصداق "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" جمعیت علماء ہند اور مجلسِ احرار نے قائدِ اعظم کی ذات والا صفات پر گھناؤنے اور رکیک حملے شروع کر دیے، تب آپ نے پنجاب مسلم لیگ کے عام اجلاس منعقدہ لاہور کی صدارت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

دو قومی نظریہ سب سے پہلے سر سید احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا تھا اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام کے ذریعے قوم کو متاثر کیا، اب قائدِ اعظم رح نے اسی دو قومی نظریے کے بار آور ہونے کے لیے مسلمانوں کا علیحدہ وطن قائم کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ ہر

ہر شخص اپنے مقدمے کی پیروی کے لیے قابل و تجربہ کار وکیل تلاش کرتا ہے بلا تمیز غیرے کہ وہ وکیل ہندو ہے یا مسلمان یا عیسائی. اب ہمارا مقدمہ انگریز اور ہندو کے ساتھ ہے۔ مسلمانوں نے قائد اعظم رح کو اس مقدمے کا وکیل بنالیا ہے اور پھر ان کی ذات پر کیچڑ اچھالنا اور رکیک وسوقیانہ حملے کرنا کیا معنیٰ؟ ماسوائے ذاتی کدورت وحسد کے۔ یہ تو ایک اصول کی بات تھی۔ اب رہی میری عقیدت اگر میں چراغ لے کر ڈھونڈوں تو مجھے ہندوستان میں ایک بھی جناح صاحب ایسا ایمان والا مسلمان نظر نہیں آتا جو اسلام کی ایسی خدمت بجالا رہا ہو" ۲۸

اس کے بعد حضرت امیر ملت نے قائد اعظم رح اور تحریک پاکستان کی تائید و حمایت کے لیے سرگرمی کا ایسا مظاہرہ فرمایا کہ مخالفین کی نیندیں حرام ہوگئیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود طوفانی دوروں کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اوائل ستمبر ۱۹۴۵ء میں رہتک (حال انڈیا) کا دو روزہ دورہ فرمایا اور حسب سابق شہری و ضلع مسلم لیگ کے سیکرٹری مالیات صاحبزادہ اختر علی صدیقی کو شرف میزبانی بخشا اور قلعہ میں ان کے دیوان خانہ میں قیام فرمایا اور رات کو ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ:۔

مسلمانو! دو جھنڈے ہیں ایک اسلام کا اور دوسرا کفر کا۔ بتاؤ! تم اسلام کے جھنڈے کے نیچے جاؤ گے یا کفر کے۔ مسلم لیگ کا جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے اور کانگرس کا جھنڈا کفر کا جھنڈا ہے اب تم خود فیصلہ کرو کہ تم کس جھنڈے کے نیچے رہو گے؟

حاضرین نے باآواز بلند کہا کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور اسلام کے جھنڈے کے نیچے رہیں گے۔ پھر آپ نے شہری مسلم لیگ کے عہدیدار مقرر کیے۔ راؤ خورشید علی چوہدری حسین علی اور محبوب الٰہی وغیرہ وغیرہ ۲۹

۱۴ تا ۱۶ ستمبر ۱۹۴۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف

ہند لاہور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ہندوستان و پنجاب کے اکابر علماء اہلسنت وجماعت تشریف لائے۔ اجلاس کی صدارت حضرت امیرِ ملت نے فرمائی۔

اس موقعہ پہ صوبائی سُنّی کانفرنس کا قیام عمل میں لایا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ کانگرس، احرار، خاکسار اور یونینسٹ ہرگز ہرگز مسلمانوں کی نمائندہ جماعتیں نہیں ہیں۔ کانگرس مشرکین و مرتدین کی جماعت ہے، اسلام اور مسلمانوں کی بدترین دشمن ہے۔ اس سے یہ ہرگز توقع نہیں کہ یہ مسلمانوں کے حقوق کی نمائندگی کر سکے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنا قیمتی ووٹ دینا حرام ہے اور احرار، خاکسار اور یونینسٹ وغیرہ نہرو کے زرخرید غلام ہیں۔ انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں ہے۔[۳۰]

۱۱ ستمبر ۱۹۴۵ء کو سہ روزہ "الامان" دہلی میں حضرت امیرِ ملت کا ایک بیان شائع ہوا جس میں مسلمانوں سے اپیل کی گئی تھی کہ "وہ مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں"۔ اپیل کے آخر میں حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ خدا مسٹر جناح کی عمر دراز کرے جو ہندوستان کے مسلمانوں کے واحد لیڈر اور واقعی قائدِ اعظم ہیں۔[۳۱]

۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء کو روزنامہ "خلافت" بمبئی میں جمعیت علماء اسلام کلکتہ کی طرف سے مسلم لیگ کی تائید وحمایت میں علماء ومشائخ کا ایک مشترکہ بیان چھپا جس میں حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کا اسم گرامی سرِ فہرست تھا اور دیگر حضرات میں مولانا حسرت موہانی (ف ۱۹۵۱ء) خواجہ حسن نظامی دہلوی (ف ۱۹۵۵ء) مولانا محمد بخش مسلم (ف ۱۹۸۷ء) اور مولانا ظفر علی خاں (ف ۱۹۵۶ء) وغیرہ شامل تھے۔[۳۲]

اواخر ستمبر ۱۹۴۵ء میں حضرت امیرِ ملت نے ایک بیان میں ارشاد فرمایا۔

... اس بنا پر فقیر جمیع مسلمانانِ ہند سے اپیل کرتا ہے کہ جس طرح فقیر نے شملہ کانفرنس کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانانِ ہند کی واحد سیاسی جماعت ہے۔ اب چونکہ جدید انتخابات ہونے والے ہیں۔ اس موقع پہ جیسا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح صاحب نے

مسلمانانِ ہند سے اپیل کی ہے کہ ہر ایک مسلمان کو مسلم لیگ کے امیدوار
کو ووٹ دینا چاہیئے اور اپنی حیثیت سے زیادہ چندہ دینا چاہیئے
فقیر بحیثیت امیرِ ملت قائدِ اعظم کی اس اپیل کی پُر زور تائید کرتا ہے
کہ اس موقع پر ہر طرح سے مسلم لیگ کی امداد کریں اور میرے متوسلین
انشاء اللہ تعالیٰ مسلم لیگ کی امداد کرتے رہیں گے۔[۳۳]

اس کے بعد آپ نے اور زیادہ انہماک اور جوش و خروش سے مسلم لیگ اور قائدِ اعظمؒ کی حمایت میں سرگرمی دکھائی۔ آپ نے تمام علمائے دین اور مشائخِ عظام کو خاص طور پر توجہ دلائی کہ اب گوشہ نشینی چھوڑ کر میدانِ عمل میں آئیں اور اپنا فرض ادا کریں۔ چنانچہ اطراف و اکناف سے آپ کو خطوط اور تاروں کے ذریعے تعاونِ عمل کے پیغامات موصول ہوئے۔ حضرت پیر صاحب مانکی شریف (پیر امین الحسنات ف ۱۹۶۰ء) خود بہ نفسِ نفیس علی پور شریف حاضر ہوئے اور غیر مشروط طور پر اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

"حاضر ہو گیا ہوں، اب جو حکم ہو گا تعمیل کروں گا"

آپ نے فرمایا:۔

"اب دین و ملت کی خدمت کی ضرورت ہے، یہ کام جو جناح صاحب کر رہے ہیں، ہم سب کا ہے، آپ بھی ان کی اعانت فرمائیں۔"[۳۴]

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت پیر صاحب مانکی شریف نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مانکی شریف تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں برصغیر کے نامور علماء و مشائخ کی کانفرنس بلائی تاکہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے کام کو تیز تر کیا جائے یہ کانفرنس رات کو حضرت پیر معصوم بادشاہ فاروقی نقشبندی مجددی سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک (ف، ۱۹۵۰ء) کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں حضرت امیرِ ملت کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

(ف ۱۹۴۸ء) فخرِ ملت مولانا عبدالحامد بدایونی (ف ۱۹۷۰ء) پیر صاحب تونسہ شریف خواجہ غلام سدید الدین (ف ۱۹۶۰ء) پیر محمد عبداللطیف زکوڑی شریف (ف ۱۹۷۸ء) اور حاجی فضل حق پیر صاحب کاربوغہ شریف جیسے پانصد جید علماء و مشائخ نے قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ حضرت امیرِ ملت نے اپنے رُوح پرور خطاب میں قائدِ اعظم اور مسلم لیگ کی زبردست حمایت فرمائی۔ تمام حاضرین نے تحریکِ پاکستان کی تائید و حمایت میں تن من دھن کی بازی لگانے کا عہد کیا۔[۳۵]

۲۶ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو انجمن تبلیغ الاحناف امرتسر کے زیرِ اہتمام جامع مسجد میاں جان محمد مرحوم میں حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی زیرِ سرپرستی و زیرِ صدارت عرس حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سالانہ تقریب بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوئی۔ متحدہ ہندوستان کے جلیل القدر علماء و مشائخ نے اس سہ روزہ جلسے میں شرکت کی۔ ۲۸ اکتوبر کے اجلاس میں حضرت امیرِ ملت بنفسِ نفیس رونق افروز ہوئے اور پیرانہ سالی کے باوجود مسلسل دو گھنٹے پاکستان اور مسلم لیگ کے متعلق پُرجوش الفاظ میں تقریر فرمائی۔ حاضرین کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ امرتسر جو احرار کا گڑھ شمار ہوتا تھا۔ اب گلی گلی، کوچے کوچے میں "مسلم لیگ زندہ باد" کے نعروں سے گونج رہا تھا۔

یاد رہے کہ اس سہ روزہ تقریب میں حضرت صاحبزادہ سید انور حسین علی پوری (ف ۱۹۷۲ء) صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (ف ۱۹۴۸ء) حضرت قبلہ سید محمد محدث کچھوچھوی (ف ۱۹۶۱ء) خطیبِ بے مثل سید محمود شاہ گجراتی (ف ۱۹۸۰ء) شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی (ف ۱۹۷۰ء) مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی (ف ۱۹۵۱ء) نے بھی حضرت امیرِ ملت کے قدموں میں بیٹھ کر مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کی پُرزور حمایت میں تقریریں کیں۔[۳۶]

عرس مبارک کی تقریب اختتام کو پہنچی تو حضرت امیرِ ملت نے ضلع امرتسر کا

کا دَورہ فرمایا اور تحریکِ پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیے مُدلّل اور پُرمغز تقریریں کیں۔ آپ کے ساتھ صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (ف ۱۹۴۸ء) حضرت محدث کچھوچھوی (ف ۱۹۶۱ء) اور سید بوٹے شاہ رمداسی (ف ۱۹۴۲ء) بھی تھے۔ یہ نورانی قافلہ جدھر سے بھی گزرتا، فضا میں خوشبو بکھرتی جاتی۔ لوگ نعرۂ تکبیر و رسالت "کے بعد" امیرِ ملت زندہ باد" اور "قائدِ اعظم زندہ باد" کے فلک شگاف نعرے لگاتے۔ ع وہ جدھر سے گذرے روشنی ہوتی گئی۔

اگرچہ حضرت امیرِ ملت ضعیف العمر تھے مگر جب جلسہ سے خطاب فرماتے تو آپ کی آواز مبارک دُور دُور تک سامعین کے قلب و جگر میں پیوست ہوتی جاتی اور حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی۔ اس دورہ کے بعد کانگرس یا دوسری نیم کانگرسی جماعتوں کا جلسہ کامیاب نہ ہو سکا۔ انہی جگہوں پر جہاں کانگرسی لیڈروں کے گلے میں ہار ڈالے جاتے تھے وہاں پتھر پڑتے دیکھا گیا اور مشرقی پنجاب کی فضا "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" کے پُرکیف اور وجد آور نعروں سے گونجنے لگی۔"[۲]

۳۰ راکتوبر ۱۹۴۵ء کو روزنامہ "وحدت" دہلی کے صفحہ ۳ کالم ۳ پر مسلم لیگ کی حمایت میں حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کا ایک تہلکہ خیز بیان شائع ہوا جس نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا اور کانگرسی علماء کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ حضرت نے فرمایا کہ :-

"ہندوستان بھر میں صرف لیگ ہی ایسی جماعت ہے جو بالکل صحیح طور پر مسلمانانِ ہند کے حقوق کی حفاظت کر رہی ہے۔ اس لیے مسلم لیگ کی ہر ممکن امداد کر کے اس کو کامیاب بنانا ہر مسلمان کا فرضِ اوّلین ہے اور جو لوگ مسلم لیگ کی مخالفت کر رہے ہیں وہ دشمنانِ اسلام ہیں۔ اس لیے اہلِ اسلام کے لیے لازم ہے کہ وہ مخالفین مسلم لیگ کے

نہ تو جنازوں میں شریک ہوں اور نہ اُن کے مُردوں کو اپنے
قبرستان میں دفن کرنے دیں۔[۳۸]

اس بیان کو بعد میں گجراتی زبان کے روزنامہ "وطن" بمبئی نے اپنی اشاعت ۶ نومبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۵ پر شائع کیا۔ یوں حضرت امیرِ ملّت کے یہ زرّیں ارشادات ہندوستان کے کونے کونے میں گونج اُٹھے اور ہر مسلمان کے دل کی دھڑکن بن گئے۔

۲ نومبر ۱۹۴۵ء کو جامع مسجد میاں جان محمد مرحوم امرتسر میں ایک عظیم الشان سُنّی کانفرنس زیرِ صدارت حضرت امیرِ ملّت منعقد ہوئی جس سے صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی (ف ۱۹۴۸ء) نے مسلم لیگ اور پاکستان کی حمایت میں ایک ہنگامہ خیز تقریر کی۔ ان کے علاوہ حضرت صاحبزادہ سیّد انور حسین علی پوری (ف ۱۹۶۲ء) اور صاحبزادہ سیّد محمود شاہ گجراتی (ف ۱۹۸۰ء) نے بھی تحریک پاکستان کی حمایت میں تقریریں کیں۔ حضرت امیرِ ملّت نے اپنے صدارتی خطبہ میں مسلسل دو گھنٹے تک مسلم لیگ اور پاکستان کی حمایت میں پُرجوش خطاب فرمایا۔[۳۹]

۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو پیر صاحب مانکی شریف (ف ۱۹۶۰ء) نے مانکی شریف ضلع پشاور میں قائدِ اعظم کی ایک شاندار دعوت کی اور ایک عظیم جلسہ کا انعقاد بھی فرمایا۔ حضرت امیرِ ملّت کو جلسہ کی صدارت کے لیے دعوت دی لیکن آپ ناسازیِ طبع کے باعث تشریف نہ لے جا سکے اور اپنی جگہ اپنے فرزندِ اکبر سراج الملّت پیر سیّد حافظ محمد حسین شاہ صاحب (ف ۱۹۶۱ء) کو قائدِ اعظم کے لیے سونے کا ایک تمغہ تین سو روپے کی تھیلی اور کئی دوسرے تحائف دے کر بھیجا۔

پیر صاحب مانکی شریف نے حضرت سراج الملّت کی بڑی عزت افزائی فرمائی اور جلسہ کی صدارت انھیں کے سپرد کی۔ جب قائدِ اعظم جلسہ میں آئے تو حضرت سراج الملّت آگے بڑھے اور سونے کا تمغہ (جس پر کلمہ طیبہ کندہ تھا) قائدِ اعظم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ حضرت امیرِ ملّت نے آپ کی کامیابی کے لیے طلائی تمغہ

بھیجا ہے"۔ یہ سُن کر قائداعظم بہت خوش ہوئے، کُرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور سینہ تان کر کہا۔" پھر تو میں کامیاب ہوں۔ اس پر مسلم لیگی کارکن ملک شاد محمد نے آگے بڑھ کر حضرت سراج الملت کے دستِ مبارک سے تمغہ لیا اور قائداعظمؒ کی شروانی کی بائیں طرف سینے پر ٹانک دیا۔ قائداعظم نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور بیٹھ گئے۔ ۴۰

نومبر ۱۹۴۵ء کے آخر میں مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت میں امیرِ ملتؒ کا ایک اور بیان شائع ہوا جس میں حضرت نے فرمایا کہ:۔

> دس کروڑ مسلمانانِ ہند نے فقیر کو امیرِ ملت تسلیم کر لیا ہے۔ مسلمانوں کو اپنے امیرِ ملت کی رہنمائی پر عمل کرنا نصِ قطعی سے واجب ہے۔ امیرِ ملت کا فرمانبردار خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہے۔ امیرِ ملت کا نافرمان، خدا و رسول (جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کا نافرمان ہے۔ محمد علی جناح کی اس اپیل کی فقیر بحیثیت امیرِ ملت پر زور تائید کرتا ہے کہ ہر مسلمان مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دے اور حیثیت سے زیادہ اس کو چندہ دے"۔ ۴۱

اوائل دسمبر ۱۹۴۵ء میں پنجاب کے نامور صوفیائے کرام نے مسلم لیگ کی حمایت میں ایک اعلان جاری فرمایا جس میں مریدین کے علاوہ تمام مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ مسلم لیگ کی حمایت کریں۔ حضرت امیرِ ملتؒ نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا کہ

> "جو مسلم لیگ میں شامل نہ ہو اور مر جائے تو اُن کے مرید ایسے شخص کا جنازہ بھی نہ پڑھیں۔" ۴۲

۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات کے سلسلے میں حضرت امیرِ ملت نے ایک تاریخی بیان جاری فرمایا جس سے کانگرس اور دیگر مسلم دشمن جماعتوں کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ بیان ملاحظہ فرمایئے اور حضرتِ اقدس کے مجاہدانہ کردار اور قلندرانہ

یلغار کی داد دیجئے۔

"اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں نے فقیر کو امیرِ ملّت تسلیم کرلیا۔ اب جملہ مسلمانانِ ہند کو اپنے امیرِ ملّت کی رہنمائی پرعمل کرنا واجب ہے۔ یہ امر فقیر اپنی ہی طرف سے پیش نہیں کرتا ہے بلکہ نص قطعی سے ثابت کرتا ہے کہ جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اس نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی اور جس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔ اور جس نے امیر سے نافرمانی کی اُس نے حضرت رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نافرمانی کی اور جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔

پس اس بنا پر فقیر جمیع مسلمانانِ ہند سے اپیل کرتا ہے کہ جس طرح فقیر نے شملہ کانفرنس کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانانِ ہند کی واحد سیاسی جماعت ہے، اب چونکہ جدید انتخابات ہونے والے ہیں اس موقع پر جیسا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح صاحب نے مسلمانانِ ہند سے یہ اپیل کی ہے کہ ہر ایک مسلمان کو مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دینا چاہیئے۔ فقیر بھی بحیثیت امیرِ ملّت، قائدِ اعظم محمد علی جناح کی اس اپیل کی پرزور تائید کرتا ہے اور جمیع مسلمانانِ ہند سے عموماً اور اپنے یارانِ طریقت سے خصوصاً جو لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں ہیں، مکرر پرزور اپیل کرتا ہے کہ اس موقع پر ہر طرح سے مسلم لیگ کی امداد کریں اور میرے متوسلین انشاءاللہ تعالیٰ مسلم لیگ کی حمایت کرتے رہیں گے۔"[۳۲]

۱۱ دسمبر ۱۹۴۵ء کو روزنامہ "وحدت" دہلی میں حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ نے اپنے فتوے کا اعادہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

"میں فتویٰ دے چکا ہوں کہ جو مسلمان، مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے اُس کا جنازہ نہ پڑھو اور مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہ

کرو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فقیر اپنے فتوے کا دوبارہ اعلان کرتا ہے کہ جو مسلم لیگ کا مخالف ہے خواہ کوئی ہو اگر وہ مرجائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھا جاوے، نہ مسلمانوں کی قبروں میں دفن کیا جائے۔" ۴۴

۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ تھے۔ حضرت امیر ملت رح اور ان کی اولادِ امجاد نے طوفانی دورے کرکے مخالفین تحریک پاکستان کے مذموم عزائم کو ناکام بنا دیا۔ انہی دنوں آپ کو سیالکوٹ شہر میں تشریف لا کر خطاب فرمانے کی دعوت دی گئی۔ آپ شدید علالت کے باوجود تشریف لائے۔ نقاہت کے باعث کسی جلسہ میں تقریر نہ کر سکتے تھے۔ آپ نے پکا گڑھا (سیالکوٹ کی ایک آبادی) میں قیام فرمایا۔ آپ کے مریدین اور ہزاروں شہری روزانہ حاضری دیتے تو چارپائی پر ہی حاضرین کو خطاب فرماتے اور تلقین کرتے کہ وقت کے تقاضے کے مطابق مسلم لیگی امیدواروں کی بھرپور اعانت کی جائے۔ آپ کی ہدایت نے ایک نیا ولولہ پیدا کیا اور سیالکوٹ کے شہری والہانہ انداز میں انتخابی مہم کو کامیاب بنانے کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔ ۴۵

۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء کو مسجد چاندور ضلع امراوتی (انڈیا) میں ایک بڑا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیشن پاس ہوا کہ حضرت امیر ملت صدر آل انڈیا سُنّی کانفرنس پر مکمل اعتماد کا اظہار کرکے ان کے احکامات پر سر تسلیم خم کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے اور حضرت امیر ملت کے مسلم لیگ کی تائید و حمایت کے متعلق اعلان پر لبیک کہتے ہوئے مسلمانانِ ہند سے مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کی پرزور اپیل کی گئی۔ ۴۶

انتخابات میں مسلم لیگ کی مقبولیت سے بوکھلا کر انگریز حکومت نے ایک قانون جاری کیا جس کی رُو سے مذہب اور اللہ کے نام پر ووٹ مانگنا جرم قرار دے دیا گیا۔

اوراس جرم کی سزا تین سال قید اور جرمانہ بھی مقرر کی گئی۔ اس پر لاہور کے ایک جیالے مسلم لیگی چوہدری عبدالکریم آف قلعہ گوجر سنگھ (ف ۱۹۸۱ء) نے جمعیت علماء اسلام پنجاب کی کانفرنس ۹۔ ۱۰۔ ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں بلائی جس کی صدارت حضرت امیر ملت نے فرمائی۔ مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری لاہوری (ف ۱۹۶۱ء) مولانا جمال میاں فرنگی محلی کے علاوہ بہت سے دیگر علماء کرام اور عوام کی بھاری تعداد نے شرکت کی۔ کانفرنس میں گورنر کے نافذ کردہ قانون کی خلاف ورزی کا فیصلہ کیا گیا۔ چوہدری عبدالکریم (قلعہ گوجر سنگھ میں عبدالکریم روڈ انہی کے نام سے موسوم ہے) مائیک پر آئے اور عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نام پر مسلم لیگ کو ووٹ دیں۔ اگر آپ نے مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناراض ہوں گے اور اللہ کا غضب بھی نازل ہوگا۔ [۲۴]

حضرت امیر ملت نے صدارتی خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ:۔

"حکومت اور کانگرس کان کھول کر سن لیں کہ اب مسلمان بیدار ہو چکے ہیں۔ انھوں نے اپنی منزل مقصود متعین کر لی ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ان کے مطالبہ پاکستان کو ٹال نہیں سکتی بعض دین فروش نام نہاد لیڈر مسٹر جناح کو برملا گالیاں دیتے ہیں لیکن انھوں نے آج تک کسی کو برا نہیں کہا، یہ اُن کے سچا رہنما ہونے کا بڑا ثبوت ہے۔ خاکساروں نے مجھے قتل کی دھمکیاں دی ہیں میں انھیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں سید ہوں۔ "سید موت سے کبھی نہیں ڈرتا۔

میں اپنے یاران طریقت اور حلقہ بگوشوں کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ صرف اور صرف مسلم لیگ کے امیدوار کو ہی ووٹ دیں اور عامۃ المسلمین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی مسلم لیگ ہی کو کامیاب

وکامران بنائیں

اس جلسہ میں شرکت کے لیے مولانا شبیر احمد عثمانی (ف ۱۹۴۹ء) بھی آئے ہوئے تھے۔ انھوں نے حضرت امیرِ ملت سے عرض کیا کہ :۔

"میں نے سنا ہے کہ اہلِ لاہور میرے درپے آزار ہیں، ایسا کیوں ہے؟"

حضرت امیرِ ملتؒ نے فرمایا :۔

مولوی صاحب لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں۔

مولانا عثمانی نے کہا :۔

"میں تو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مرتد سمجھتا ہوں۔ یہی میرا عقیدہ ہے میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کر سکتا ہوں۔

اس پر حضرت امیرِ ملتؒ قدس سرہٗ کھڑے ہو گئے اور آپ نے مولانا عثمانی کو گلے لگا لیا اور فرمایا، "آپ میرے بھائی ہیں"۔ پھر جلسے سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ :۔ "علامہ شبیر احمد عثمانی میرے بھائی ہیں۔ خبردار! ان سے کوئی گستاخی نہ ہو۔ میرے سامنے انہوں نے اپنے عقیدے کی وضاحت کر دی ہے"۔

مولانا عثمانی، حضرت امیرِ ملتؒ کے اخلاقِ کریمانہ سے بہت خوش ہوئے۔[۴۹]

تحریکِ پاکستان کے نامور طالب علم رہنما حکیم آفتاب احمد قرشی (ف ۱۹۸۱ء) نے حضرت امیرِ ملتؒ کی اس تقریر پر یوں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے :۔

"اجلاس کی صدارت حضرت امیرِ ملت نے کی۔ اگرچہ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے نحیف و ناتواں تھے مگر ان کا عزم جواں تھا۔ آپ نے تقریر کی ابتدا کی تو ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے شبنم غنچوں پہ گر رہی ہو۔

چند منٹ بعد حضرت جوش و خروش سے خطاب کر رہے تھے اُن کی تقریر نے نوجوانوں کے سینوں کو جوش و خروش سے بھر دیا۔ آپ نے برطانوی سامراج اور اس کے حاشیہ برداروں کو دعوت مبارزت دی اور اعلان فرمایا کہ پاکستان کی جنگ کفر و اسلام کی جنگ ہے۔ حق و باطل کی آویزش ہے اور نور و ظلمت کی معرکہ آرائی ہے۔ کانفرنس سے حضرت کے اس تاریخی اور ولولہ آنگیز خطاب سے پنجاب میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ ظلمت کے بادل چھٹ گئے اور اُمید کا آفتاب طلوع ہوا۔ جنگِ پاکستان کا پہلا مورچہ مسلمانوں نے جیت لیا:"۵۰

تاریخ سیالکوٹ کے مصنف جناب رشید نیاز (ف ۱۹۹۰ء) اس کانفرنس میں شریک تھے۔ ان کے تاثرات خاصے کی چیز ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

"۱۹۴۶ء میں تحریکِ پاکستان کا تخیل جس شدّت کے ساتھ اسلامیانِ ہند کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا تھا۔ اُس کی مثال ہندوستان کی سیاسی دنیا میں ملنی بہت محال ہے اور پھر لاہور کو تو اس سلسلہ میں مرکزی حیثیت مل چکی تھی۔ انہیں دنوں میں تعلیم کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم تھا۔ اتوار کا دن تو طلبا کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں ہوتا۔ صبح نو بجے کا وقت تھا میں اور میرے چند رفقا کہیں پکنک پر جانے کے لیے وِلز ہوسٹل سے نکل کر نیلا گنبد کے چوک میں پہنچ کر پروگرام کو آخری شکل دینے کے لیے تفریحی باتوں میں لگ گئے۔ اچانک میرے کانوں سے آواز ٹکرائی۔

"آج صبح ۱۰ بجے اسلامیہ کالج کے میدان میں حضرت امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ قوم سے خطاب فرمائیں گے۔

یہ تھے وہ الفاظ جنہوں نے میرے شعور میں ایک کیف و مسرت کی لہر دوڑا دی۔ یہی الفاظ میرے پروگرام کو حرفِ غلط کی طرح مٹا کر حرفِ آخر کی طرح ثبت ہو گئے۔ میں نے اپنے دوستوں سے جلسہ گاہ میں جانے کے لیے کہا تو انہوں نے میری ہاں میں ہاں کچھ اس طرح ملائی جیسے وہ مجھ سے پہلے ہی جانے کے خواہاں تھے۔ ایک نے بڑے اشتیاقانہ انداز میں مجھ سے پوچھا کہ کیوں نیاز صاحب! آپ نے تو امیرِ ملتؒ کی زیارت کی ہو گی وہ بھی تو سیالکوٹ کے ہی رہنے والے ہیں میں نے کچھ اس انداز سے سر ہلایا کہ میرا جواب ہاں اور نہ کے درمیان سراب میں قطرۂ اشک کی طرح گم ہو کر رہ گیا۔ انھیں کیا خبر تھی کہ سرزمین سیالکوٹ مردم خیز ضرور ہے مگر مردم شناس نہیں۔ حقیقت یہ تھی کہ مجھے اس رفیق کے سوال نے ندامت کے پسینہ میں شرابور کر دیا تھا۔ اس نے کتنے ناز اور یقین سے سوال کیا تھا مگر اسے کیا خبر تھی کہ اہالیان سیالکوٹ گھر کے حکیم کی قدر نہیں کرتے۔ امیرِ ملتؒ کی تشریف آوری کا اعلان سنتے ہی مجھے جو کیف و سرور حاصل ہوا اسے جلد ہی ندامت کے اس تخیل نے آدبوچا۔

"کہ اے نیاز! تمہارے شہر میں علم و معرفت کے جو سوتے ۶۰ سال سے بنجر قلوب کو سرسبز و شاداب کر رہے ہیں اُن سے تیری دوری کا مطلب"؟

میرے دوست راستہ میں گرگٹ کی طرح سینکڑوں موضوعِ سخن بدلتے رہے مگر میں ایک ہی ندامت کے تخیل میں سرگرداں تھا کہ اسلامیہ کالج کے دروازے پر سینکڑوں حضرات کے اجتماع نے میرے اس تخیل کو منتشر ہونے پر مجبور کر دیا صحن میں پہنچے تو تل رکھنے کو جگہ

نہ تھی۔ ابھی ہمیں پہنچے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ خان ممدوٹ (نواب افتخار حسین ممدوٹ صدر پنجاب مسلم لیگ) کی کار میں امیرِ ملت رح تشریف لے آئے۔ میدان امیرِ ملت زندہ باد کے نعروں سے گونج اُٹھا۔ ہر شخص سرکار کی زیارت کرنے کو بے قرار بلکہ ماہیِ بے آب تھا میں بھی پانی کی طرح اپنا راستہ بناتا اس جگہ پر پہنچ گیا، جہاں سرکار کی کار آکر رُکی تھی۔ کار کے دروازے کے آگے ایک چھوٹا سا صوفہ لا کر رکھ دیا گیا۔ سرکار کو پھولوں کی طرح اٹھا کر صوفے پر بٹھا دیا گیا۔ بخدا یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے نور نے حرکت کی ہے۔ اتنی نورانی شخصیت اس سے پہلے میں نے کبھی نہ دیکھی تھی میں کیا عرض کروں آپ کیسے لگ رہے تھے اگر نور کی تعریف ہو سکتی ہے تو یقیناً آپ کی بھی تعریف ہو سکتی ہے۔ خیر سینکڑوں عشاق نے آپکے صوفے کو اُٹھا کر سٹیج پر لا کر رکھ دیا۔ جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی تلاوتِ قرآن مجید کے بعد ایک مقرر نے مختصر سی تقریر کی۔ اُس کے بعد امیرِ ملت کے سامنے مائیکروفون کر دیا گیا۔ سرکار نے اپنے مخصوص انداز میں جو تقریر فرمائی اس کی حیثیت نشستِ اوّل سے کم نہیں۔ تقریر کے دوران میں فوراً جذب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ فرمانے لگے میں نے سُنا ہے پنجاب سے مولانا شبیر احمد عثمانی کو خط تحریر کیے تھے کہ اگر آپ پنجاب آئے تو آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد جذب نے اتنی شدت اختیار کر لی کہ فوراً اُردو سے پنجابی میں ارشاد فرمانے لگے:۔

کتھے اے اوہ سورما جیہڑا میرے بھرا شبیر نوں وڈھنا چاہندا اے ذرا ایس فقیر دے سامنے تے آئے۔ خدا دی قسمیں! جتھے میرے ایس عالم بھرا دا پسینہ ڈگے گا اوتھے انشاءاللہ میرا خون نظر

آئے گا۔ اور بزدل کمینے سامنے آئے:"

کہاں یہ کیفیت تھی کہ آپ بستر سے ہل نہیں سکتے تھے اور بمشکل صوفہ پر تشریف فرما تھے اور کہاں مندرجہ بالا الفاظ فرماتے ہی صوفہ سے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ خدا جانے یہ طاقت کہاں سے آگئی۔ بس جناب، جلسہ گاہ میں جوش و خروش کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا مردہ قلوب بھی جہاد کے جذبے سے سرشار ہو گئے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ قلب جاری ہو گئے۔ آپ نے اپنی تقریر انہی الفاظ کے ساتھ ختم کر دی۔ اس کے بعد تقاریر تو اور بھی ہوئیں مگر جذبۂ آزادی کو جو فروغ آپ کی تقریر سے ملا وہ کسی اور کے بس کی بات نہ تھی۔ جلسہ ختم ہو گیا۔ ہم بھی دوسرے سامعین کی طرح واپس بورڈنگ میں آ گئے مگر ایک سیالکوٹی ہونے کی حیثیت سے میرے رفیق کا سوال میرے ذہن پر کچھ اس طرح ثبت ہوا کہ جس کی تشریح میرے بس کا روگ نہیں "۔ ۴۵

ذرا اندازہ فرمایئے کہ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے کس قدر دلیری، جرأت اور بے باکی کے ساتھ قائد اعظم کی تائید و حمایت فرمائی۔ ہر قسم کی مخالفت، قتل کی دھمکیاں اور گوناگوں رکاوٹیں آپ کے سدِ راہ نہ بن سکیں اور آپ ایک مردِ مومن کی سی شان کے ساتھ اللہ کے سپاہی یعنی قائد اعظمؒ کی حمایت فرماتے رہے اور مخالفین و معاندین کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملاتے رہے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ (ف ۱۹۳۸ء) نے آپ ہی جیسے بزرگوں کے بارے فرمایا ہے ۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان

گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

اس کانفرنس کے بعد حضرت امیر ملتؒ نے بحیثیت صدر آل انڈیا سنی کانفرنس

مسلم لیگ کی حمایت میں اپنا ایک دستخطی بیان ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر میں شائع کروایا کہ :-

"مسلم لیگ بڑی جماعت اہلِ اسلام ہے اور اس سے الگ رہنے والے اسلام دشمن ہیں۔ [۵۲]

مارچ ۱۹۴۶ء کے اوائل میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے چھپن علماء مشائخ کا ایک متفقہ بیان شائع ہوا جس میں کہا گیا کہ

آل انڈیا سنی کانفرنس، مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تایید کر سکتی جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگرس کو ناکام کرنے کی کوشش۔ اس میں مسلم لیگ جس سنی مسلمان کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے اراکین و ممبران اسکی تایید کر سکتے ہیں۔ ووٹ دے سکتے ہیں۔ دوسروں کو اسکے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئینِ شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔"

اس پر مندرجہ ذیل حضرات کے دستخط تھے مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضا خان بریلوی، حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی۔ صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی مصنف "بہار شریعت"، مولانا عبد الحامد بدایونی، محدث پاکستان مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد لائل پوری، علامہ عبد المصطفےٰ ازہری، مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی، شیخ الحدیث مولانا وقار احمد پیلی بھیتی، مولانا محمد اجمل سنبھلی، مولانا مفتی تقدس علی خان بریلوی۔ مولانا غلام معین الدین نعیمی وغیرہم۔ حضرت امیر ملت کی نمائندگی مولانا عبد الرشید صدر مدرس نقشبندیہ علی پور سیداں شریف نے کی۔ [۵۳]

۱۲ر اپریل ۱۹۴۶ء کو پشاور میں "پاکستان کانفرنس" منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت امیرِ ملت نے فرمائی۔ اس کانفرنس میں علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ حضرت امیرِ ملت نے حسبِ معمول یہاں بھی تحریکِ پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔[۵۴]

اسی دوران آپ سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خاں کے گاؤں شاہی باغ میں تشریف لے گئے اور کلمۂ حق بلند فرمایا۔ اس کی تفصیل پشاور کے مشہور روحانی وسیاسی رہنما سید محمد امیر شاہ قادری (یکہ توت پشاور) کی زبانی سنیئے۔

"پیر صاحب (امیرِ ملت) مسلم لیگ کے زبردست حامی تھے پشاور اور سرحد میں غفار خاں کا بڑا زور تھا مگر پیر صاحب نے فتویٰ دے دیا کہ کسی کانگرسی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنے دیں گے کیونکہ یہ جائز نہیں ہے۔ یہ فتویٰ انھوں نے شاہی باغ میں دیا جہاں عبدالغفار خاں کا گھر ہے اور خدائی خدمت گار تحریک کا مرکز۔ پیر صاحب ضعیف العمر کندھوں پر اٹھا کر لائے جاتے مگر مجال ہے اس اللہ کے بندے کو کسی کا کوئی ڈر یا خوف ہو۔ وُہ لیٹے ہوئے بھی جب بولتے تو زمین کانپتی تھی۔ انھوں نے عبدالغفار خاں کی کوئی پرواہ نہ کی اور بڑے دھڑلے سے فتویٰ دے دیا مگر کوئی بھی پیر صاحب کا بال بیکا نہ کر سکا۔"[۵۵]

۲۷ر اپریل ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا بنارس (انڈیا) میں فقید المثال اجلاس شروع ہوا تو کانگرسی عُلما نے اپنے ایجنٹ بھیج کر اجلاس کو درہم برہم کرنے کی سازش کی۔ ایک قرار داد مرتب کی جس میں قائدِ اعظم کو کافر، ملعون اور مرتد قرار دیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ حضرت امیرِ ملت نے قائدِ اعظم کے بارے میں جو تعریفی کلمات فرمائے ہیں وہ واپس لیں ورنہ صدارت سے مستعفی ہو جائیں۔

جب آپ اپنے معتمدِ خاص صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (ف ۱۹۴۸ء) مرکزی ناظمِ اعلیٰ آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے ساتھ سٹیج پر تشریف لا رہے تھے تو کسی نے راستہ میں اس سازش کی خبر دے دی۔ آپ جلسہ گاہ پہنچے تو آپ کو کرسی پر بٹھا کر اسٹیج پر لایا گیا۔ آپ کی صدارت کے اعلان کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد آپ یک لخت پورے جوش کے ساتھ جلسہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:۔

جناح کو کوئی کافر کہتا ہے، کوئی مرتد بناتا ہے، کوئی ملعون ٹھہراتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ولی اللہ ہے! آپ لوگ اپنی رائے سے کہتے ہیں میں قرآن وحدیث کی رو سے کہتا ہوں۔ سنو اور غور سے سنو!

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ (پارہ ۱۶ سورہ مریم - ۹۶)

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اُن کی محبت پیدا کر دیتا ہے

اس کے بعد آپ نے لاکھوں کے اجتماع سے سوال کیا کہ

"تم بتلاؤ، ہے کوئی مائی کا لال مسلمان جس کے ساتھ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان قائد اعظمؒ ایسی والہانہ محبت رکھتے ہوں؟ یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے، اب رہی میری عقیدت، تم اس کو کافر کہو، میں اس کو ولی اللہ کہتا ہوں ؏

اب رہا میری صدارت کا مسئلہ تو بحمد اللہ میں صحیح النسب سید ہوں اور سید ماں کے پیٹ سے صدر ہوتا ہے۔ تمام اُمت آل رسول پر درود بھیجتی ہے۔ اس لیے مجھے صدارت سے شرف

؏ یاد رہے کہ قائد اعظمؒ، حضرت امیر ملت قدس سرہ کے فیض صحبت اور فیض نظر سے صحیح مسلمان بن چکے تھے (کھوسی)

نہیں ، صدارت کو مجھ سے شرف حاصل ہے" ۵۶

آپ کے ان دندان شکن دلائل کے سامنے کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہو سکی اور مخالفین اپنا سا منہ لے کر رہ گئے ۔

پاکستان کے ممتاز ماہرین تعلیم اور مؤرخین نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے حوالے سے حضرت امیر ملت کی تحریکِ پاکستان میں گرانقدر خدمات کو یوں بھرپور خراج تحسین پیش کیا ہے ۔

علماء و مشائخ اہلسنت میں سے تحریکِ پاکستان کی سب سے زیادہ خدمات پیر جماعت علی شاہ صاحب نے سرانجام دیں جنھوں نے ملک بھر کا دورہ کیا ۔ ہندوؤں کی ہر سازش کو بے نقاب کیا ۔ قائد اعظم نے پاکستان کا مطالبہ پیش کیا تو اس کی حمایت میں بھرپور مہم چلائی اور تمام سنی مساجد کے منبروں سے پاکستان کی ایسی بھرپور حمایت ہوئی کہ جمعیت علماء ہند کے مسلمانوں کی نمائندگی کے دعوے بے بنیاد ہو کر رہ گئے اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے غبارے میں سے بھی ہوا نکل گئی اس سلسلے میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کی سرپرستی میں آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) نے جو اپریل ۱۹۴۶ء میں منعقد ہوئی تھی بہت ہی اہم کردار ادا کیا ۔ اس کانفرنس میں ملک بھر کے سنی علماء و مشائخ اور انجمنوں کے نمائندے موجود تھے اور یہ قرارداد پیش کی گئی ۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں ۔ اور ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیثِ نبوی کی روشنی میں فقہی

اصول کے مطابق ہو۔

اس کانفرنس کا نتیجہ یہ تھا کہ ملک بھر کے سُنّی عُلماء نے تقاریر، اپنے رسائل اور اپنے مدارس کے ذریعہ مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ کیا۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب نے فتویٰ دیا۔

"جو مسلمان مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیوے اس کا جنازہ نہ پڑھو اور مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہ کرو" ۵۷

اس ہنگامہ خیز اجلاس میں امیرِ ملت نے حسبِ عادت فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ —— اور مسلم لیگ اور مسلم لیگ کی "قرارداد لاہور" (یعنی مطالبۂ پاکستان) کی شد و مد کے ساتھ حمایت فرمائی اور تمام مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ قائدِ اعظم کی حمایت و اعانت میں کمربستہ ہو جائیں۔ کانگرس اور اس کے ایجنٹوں کی تمام سازشوں کو بے نقاب کر کے انہیں خاسر و نامراد بنا دیں۔

آپ کے مدلل، دندان شکن اور مسکت جواب کے بعد صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (ف ۱۹۴۸ء) اور فخرِ اہلِ سنّت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی (ف ۱۹۷۰ء) کی تقریر تو تین گھنٹے تک جاری رہی۔ بڑے ہنگامے کے بعد آخر کار کانگریسی ایجنٹوں کو منہ کی کھانی پڑی اور تمام حاضرین نے مسلم لیگ اور مطالبۂ پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ پھر تو "امیرِ ملت زندہ باد"، "مسلم لیگ زندہ باد" کے فلک شگاف نعروں کے آگے فریقِ مخالف کو خاموشی سے راہِ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی اور صورت نظر نہ آئی۔ ۵۸

اس موقع پر حاضرین نے تجویز کیا کہ اسلامی حکومت کے لیے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے مندرجہ ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

۱۔ صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (ف ۱۹۴۸ء)

۲۔ صدر الشریعت حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمیؒ (ف ۱۹۴۸ء)

۳۔ مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ (ف ۱۹۵۴ء)

۴۔ مجاہدِ اسلام حضرت پیر عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف (سندھ) (ف ۱۹۶۰ء)

۵۔ حضرت پیر محمد امین الحسنات، مانکی شریف (سرحد) (ف ۱۹۶۰ء)

۶۔ حضرت مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ لاہور (ف ۱۹۶۱ء)

۷۔ محدثِ اعظم ہند حضرت سید محمد محدث کچھوچھویؒ (ف ۱۹۶۱ء)

۸۔ فخرِ اہلسنت مولانا محمد عبدالحامد بدایونیؒ (ف ۱۹۷۰ء)

۹۔ حضرت پیر سید دیوان آلِ رسول علی خاں سجادہ نشین اجمیر شریف (۱۹۷۴ء)

۱۰۔ حضرت الحاج بخشی مصطفےٰ علی خاں میسوری ثم مدنیؒ خلیفہ امیرِ ملت (ف ۱۹۷۴ء)

۱۱۔ حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید احمد ناظم حزب الاحناف لاہور (ف ۱۹۷۸ء)

۱۲۔ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ (ف ۱۹۸۱ء)

۱۳۔ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سجادہ نشین سیال شریف سرگودھا (ف ۱۹۸۱ء)[59]

۱۱ تا ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار جامع مسجد میاں جان محمد مرحوم امرتسر میں امام الائمہ سراج الأئمہ حضرت امام ابوحنیفہ الملقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ۳۰ واں سالانہ عرس مبارک منعقد ہوا۔ تمام اجلاس کی صدارت حضرت امیرِ ملتؒ نے فرمائی۔ اس شاندار اور تاریخی کانفرنس میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (ف ۱۹۴۸ء) شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی ثم وزیر آبادی (ف ۱۹۷۰ء) مولانا قطب الدین جھنگویؒ (ف ۱۹۵۹ء) خطیبِ پاکستان سید محمود شاہ گجراتیؒ (ف ۱۹۸۰ء) اور سید ولایت حسین شاہ (سرحد) نے مسلم لیگ اور پاکستان کی حمایت میں شاندار تقاریر کیں۔

آخری اجلاس میں حضرت امیرِ ملتؒ نے صدارتی خطاب میں ارشاد فرمایا۔

"اس وقت مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے منظم ہو جانا چاہیئے، وہ جھنڈا صرف مسلم لیگ کا ہے جو مسلمانوں کی جماعت ہے اور اس نازک دور

مسلمانانِ ہندوستان کی خاطر خواہ خدمت کر رہی ہے۔ قائدِ اعظم ہمارے سیاسی وکیل ہیں۔ ہم اُن کے حکم پر پاکستان جیسی مقدس سرزمین حاصل کرنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

آپ کی تقریر کے دوران بعض مخالفین نے سوال کیا کہ: "جناح کافر ہے یا مسلمان؟"

آپ نے برجستہ جواب دیا:۔

"تمہیں کون سی اس کے ساتھ رشتہ داری کرنی ہے جو اس کا مذہب دریافت کرتے ہو۔"

پھر ارشاد فرمایا۔

"ہم نے جناح صاحب کو اپنا امام، قاضی یا نکاح خواں مقرر نہیں کیا بلکہ وہ ہمارے وکیل ہیں، ہم سب کا کام ہے جسے وہ کر رہے ہیں، یہ پوچھنے سے کیا حاصل کہ اُن کا مذہب و مسلک کیا ہے"۔

اہلِ جلسہ اس اسلوبِ بیان سے مطمئن ہو گئے۔ حضرت صدر الافاضل ؒ نے بڑھ کر حضرت کے قدم پکڑ لیئے اور اعتراف کیا کہ:۔ "اب مسئلہ صاف ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

"مولانا صاحب! وُہ پاکستان بنانے کی کوشش کر رہا ہے اُسے کامیابی ہوگی۔"

پھر فرمایا:۔

"پاکستان کے مخالفین کان کھول کر سُن لیں کہ پاکستان بن کر رہے گا، بارگاہِ ربّ العزت سے اس کی منظوری ہو چکی ہے، پاکستان ہم سب کا ہے، اکیلے مسٹر جناح کا نہیں ہے، وہ ہمارا کام کر رہے ہیں، ہمارے وکیل ہیں۔

آپ نے بڑھاپے، علالت اور نقاہت کے باوجود ۱½ گھنٹہ مسلسل خطاب فرمایا۔

آپ کے ارشادات کا حاضرین پر بڑا گہرا اثر ہوا اور لوگوں نے اس جلسہ سے واپس جاکر اپنے شب و روز تحریکِ پاکستان کے لیے وقف کر دیے۔ [۱۰]

اسی سال (۱۹۴۶ء) میں جب جمعیت علماء ہند اور مسلم لیگ کی تاریخی کش مکش جاری تھی تو قائدِ اعظم پریشان تھے۔ ایک رات قائدِ اعظم کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قائدِ اعظم رہ کو کامیابی کا جھنڈا عطا فرمایا۔ [۱۱]

قائدِ اعظم رہ کی ظاہری تعلیم و تربیت اگرچہ مغربی تھی مگر ان کا دل و دماغ خالص اسلامی تھا۔ حضرت امیرِ ملت کی نظرِ کرم اور دعاؤں کی بدولت اسلامی تعلیمات سے بیحد متاثر ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔

رئیس الاحرار مولانا حسرت موہانی رہ (ف ۱۹۵۱ء) فرمایا کرتے تھے کہ یہ درست ہے کہ قائدِ اعظم رہ راتوں کو اُٹھ کر بحالت سجدہ رو رو کر اُمتِ مسلمہ اور قیامِ پاکستان کے لیے دُعا کیا کرتے تھے اور اُن کو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو چکا تھا۔ زیارتِ بابرکت میں داڑھی منڈا ہونا، گرچہ وائیٹ ہونا یا سوٹ بوٹ حارج نہیں ہوتا کیونکہ اس کا تعلق ظاہر سے زیادہ باطن سے ہے، دل سے ہے۔ اگر صورت بھی مومن کی ہو تو نورٌ علیٰ نور۔ علامہ اقبال (ف ۱۹۳۸ء) نے بہت صحیح فرمایا ہے۔ ؎

دل میں ہو لا اِلٰہ تو کیا خوف   تعلیم ہو گر فرنگیانہ

۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات میں آپ نے پیرانہ سالی کے باوجود ملک گیر دورے کئے اور قائدِ اعظم کی استدعا پر بڑھ چڑھ کر مسلم لیگی رہنماؤں، امیدواروں اور کارکنوں کی اعانت فرمائی۔ آپ کے صاحبزادگان سراج الملت پیر سید محمد حسین صاحب (ف ۱۹۶۱ء) قمر الملت پیر سید خادم حسین شاہ صاحب (ف ۱۹۵۱ء) اور شمس الملت

پیر سید نور حسین شاہ صاحبؒ (ف ۱۹۷۰ء) اور لاڈلے پوتے جوہرِ ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحبؒ (ف ۱۹۸۰ء) نے بھی مسلم لیگی امیدواروں کی کامیابی کے لیے شب و روز کام کیا۔ حتیٰ کہ مسلم لیگ کو بے مثال کامیابی نصیب ہوئی۔ قائدِ اعظمؒ نے بمبئی میں حضرت کے مریدِ صادق سیٹھ محمد علی کو مبارک باد دی اور کہا کہ :۔

"یہ سب تمہارے پیر صاحب کی کوشش اور دُعا کا نتیجہ ہے"۔

حضرت نے قائدِ اعظمؒ کو مبارک باد کا تار دیا، جواباً انھوں نے بھی آپ کو تار دیا اور لکھا کہ :۔

یہ سب آپ کی ہمت اور دُعا کا نتیجہ ہے، اب یقیناً پاکستان بن جائے گا[۶۲]

۱۷ر جولائی ۱۹۴۶ء کو آپ نے انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل ہونے پر قائدِ اعظم کو مبارکباد کا خط لکھا۔

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

۱۷ر جولائی ۱۹۴۶ء

قائدِ اعظم صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، گزشتہ ہفتے میں ایک پیغام عزمِ حج کی مبارکبادی پر بھیج چکا ہوں۔ اب دوسری مرتبہ آپ کو مسلم لیگ کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں، کیونکہ مسلم لیگ کی کامیابی کا سہرا ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں میں سے خداوند کریم نے آپ ہی کو نصیب فرمایا اور باوجود پانچ گروہوں کی شدید مخالفت کے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے محض آپ کو کامیابی بخشی حالانکہ مخالفین کو ہر مرتبہ آپ کی مخالفت میں لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ صرف کر کے روسیاہی اور ذلت نصیب ہوئی۔ انھوں نے کوشش کی کہ مسلمانوں کو آپ سے برگشتہ کر کے بقول کشمیریاں گاندھی..... کا بنایا جائے مگر سوائے تین شخصوں کے اور کسی کو بھی وہ گاندھی کا..... نہ بنا سکے

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو
ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

الراقم ....

سید جماعت علی شاہ عفی اللہ عنہ

قائد اعظمؒ نے ۱۲ راگست ۱۹۴۶ء کو حضرت امیر ملتؒ کی خدمت میں لکھ کر شکریہ ادا کیا اور دعاؤں کے خواستگار ہوئے۔ [۶۳]

۴ر جولائی ۱۹۴۷ء کو صوبہ سرحد میں ریفرنڈم ہونا قرار پایا تو سرحدی گاندھی عبد الغفار (ف ۱۹۸۸ء) کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے متحدہ ہندوستان سے مسلم لیگی رہنما اور کارکن اس مہم میں شامل ہونے کے لیے سرحد پہنچ گئے۔ حضرت امیر ملتؒ، اپنی انتہائی پیرانہ سالی اور علالت کی وجہ سے خود تشریف نہ لے جاسکے۔ انھوں نے اپنے صاحبزادوں، مریدوں اور ارادتمندوں کو اس جہاد میں حصہ لینے کے لیے بھیجا۔ سیالکوٹ سے اپنے مریدِ خاص علامہ محمد یعقوب خاں کی زیرِ قیادت ایک وفد آپ کے حکم پر تشکیل دیا گیا۔ وفد کے نائب امیر مولانا غلام فرید قریشی آف چمی ٹیشاں (ف ۱۹۷۶ء) تھے۔ اس وفد نے حویلیاں، مانسہرہ اور نواحی علاقہ میں پاکستان کی حمایت حاصل کرنے کے لیے بھرپور تگ و دو کی۔ [۶۴]

جب پاکستان کی منزل قریب آگئی۔ برصغیر کے مسلمانوں کی قربانیاں رنگ لے آئیں اور آزادی کی صبح طلوع ہونے کا اعلان ہوگیا تو حضرت امیر ملت نے قائد اعظم کو مبارکبادی کا خط لکھا۔ جس کے جواب میں قائد اعظم نے ۶ راگست ۱۹۴۷ء کو جو خط لکھا تھا وہ درج ذیل ہے۔

۱۰۔ اورنگ زیب روڈ
نیو دہلی
۶ راگست ۱۹۴۷ء

ڈیئر پیر صاحب!

آپ کی نیک تمناؤں اور مبارکبادوں کا بہت بہت شکریہ۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمان خوش ہیں کہ آخرِ کار ہم نے دو سو سال کی غلامی کے بعد خود اپنی پاکستان کی آزاد اور خود مختار مملکت بنالی۔

آپ نے ازراہِ لطف مجھے شفتالوؤں کا جو پارسل ارسال کیا ہے، میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بہترین تمناؤں کے ساتھ

ایم اے جناح[۶۵]

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب آزادی کی صبح طلوع ہوئی اور پاکستان کی شکل میں ہمیں حضرت امیرِ ملت رح کی مساعی جمیلہ سے سورج سے بھی زیادہ روشن منزل مل گئی تو حضرت امیرِ ملت نے قائداعظم رح اور دوسرے زعماء کو مبارکباد کے تار ارسال کیے۔ قائداعظم رح کو مبارکباد کے تار میں تحریر فرمایا:۔

"ملک گیری آسان ہے، ملک داری بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ملک داری کی توفیق عطا فرمائے۔"

۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو حضرت قائداعظم رح کی رحلت ہوئی تو حضرت امیرِ ملت کو بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے حضرت قائداعظم رح کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور یارانِ طریقت کو بھی دعائے مغفرت کے لیے ارشاد کیا۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اپنے خلیفہ مجاز الحاج قاری چوہدری محمد شہاب الدین صاحب (ف ۱۹۶۳ء) بیگم بازار حیدرآباد دکن (انڈیا) کے نام اپنے والانامہ میں حضرت قائداعظم کی رحلت کا ذکر فرماتے ہوئے یوں بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا۔

ابھی ابھی جناح صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر جس قدر صدمہ ہوا وہ احاطۂ تحریر سے خارج ہے۔ خیر مرضیٔ مولیٰ از

ہمہ اولیٰ۔ اس وقت سارے پاکستان اور ہندوستان میں مرحوم کا جانشین کوئی نظر نہیں آتا۔"

قیامِ پاکستان کے بعد حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ نے اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ آپ نے اپنے پرانے رفیقِ کار صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (ف ۱۹۴۸ء) کو "اسلامی دستور" کا خاکہ مرتب کرنے کی دعوت دی تاکہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کر کے منظور کروایا جائے۔ چنانچہ صدر الافاضلؒ دہلی سے پاکستان تشریف لائے اور آپ کی ہدایات کے مطابق لاہور اور کراچی میں اسلامی دستور کے بارے میں علماء، سیاسی اکابرین اور زعماء سے گفت و شنید رہی اور مرکزی وزیروں سے علماء کے ساتھ ملاقاتوں کے سلسلے میں بھی تبادلۂ خیال ہوا۔

صدر الافاضلؒ اپنی علالت کی وجہ سے پاکستان میں اپنے قیام کے دوران وُہ خاکہ مرتب نہ کر سکے۔ علالت نے جب طول کھینچا تو آپ واپس ہندوستان چلے گئے۔ حضرت امیرِ ملت اور پاکستان سے اُن کی محبت کا یہ عالم کہ علالت کے باوجود مراد آباد میں مختلف اسلامی ممالک کے دساتیر اور قوانین کو جمع کیا اور ان کا مطالعہ شروع کر دیا۔ پاکستان کے اسلامی دستور کے لیے ابھی وہ گیارہ دفعات ہی مرتب کر پائے تھے کہ مرض شدت اختیار کر گیا اور بالآخر ۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

صدر الافاضلؒ نے حضرت امیرِ ملتؒ قدس سرہٗ کے ارشاد پر جو گیارہ دفعات تحریر کی تھیں وہ حسبِ ذیل ہیں۔

پاکستان

تعریف:۔ آل انڈیا سُنی کانفرنس کی تصریحات کے مطابق پاکستان سے وہ آزاد اسلامی حکومت مراد ہے جو ہندوستان کے اندر شریعتِ مطہرہ کے مطابق فقہی اصول کے مطابق قائم کی جائے۔

۱۔ اس حکومت کا فرمانروا ایک سُنّی امیر ہوگا۔

۲۔ اِس امیر کو مسلمانانِ اہلسنّت کی اکثریت منتخب کرے گی۔

۳۔ وُہ امیر دیندار اور مُدبّر اہل اسلام کی ایک جماعت کو شوریٰ کے لیے منتخب کریگا۔

۴۔ جماعتِ شوریٰ کی تجاویز امیر کی منظوری کے بعد مکمل سمجھی جائیں گی۔

۵۔ جماعتِ شوریٰ امیر کے ماتحت ہوگی۔

۶۔ امیر جماعتِ شوریٰ کے مشورے سے ایک وزیر اعظم کا انتخاب کرے گا۔

۷۔ یہ وزیر جملہ امورِ داخلہ وخارجہ کے نظم و نگرانی کا کفیل ہوگا۔

۸ وزیر اعظم، محکمہ جاتِ سلطنت کے لیے جُدا جُدا وزیر نامزد کر کے امیر سے منظوری حاصِل کرے گا۔

۹۔ امیر کی منظوری کے بعد یہ وزراء اپنے اپنے محکمے کا کام ہاتھ میں لیں گے اور حسبِ ضرورت عہدیدار اور محکمے مقرر کریں گے۔

۱۰۔ محصولات شرع کے مطابق فقہ کی رہنمائی سے مقرر کیے جائیں گے۔

۱۱۔ غیر مسلم رعایا کو معاہد بنایا جائے گا اور حکومت انہیں امن پہنچائے گی اور اُن کے جان و مال کی حفاظت کے ذمہ ہوگی۔ ۶

قائدِ اعظم کی رحلت کے بعد اُن کے جانشینوں نے مسلم لیگ کے وعدہ کے مطابق اسلامی نظام کے نفاذ سے روگردانی کی اور ملک کو لادینیت کی طرف دھکیل دیا۔ حضرت امیرِ ملت میدان میں آگئے۔ آپ نے پیر صاحب مانکی شریف (ف ۱۹۶۰ء) اور مجاہدِ ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی جیسے شیدایانِ اسلام کو ساتھ لے کر "تحریکِ نفاذِ شریعت" چلائی، جیساکہ حضرتِ اقدس اپنے خلیفۂ خاص حضرت قاری چوہدری محمد شہاب الدین آف حیدر آباد دکن (انڈیا) کو ۸ مئی ۱۹۴۸ء کے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

"پاکستان تو بن گیا مگر ارکانِ سلطنت اسلامی قانون جاری نہیں کرتے بلکہ اسلام کے مخالف قانون کو ترقی دے رہے ہیں چنانچہ شراب خانہ

اور بازاری عورتوں کی گرم بازاری ہے۔ بے پردگی، رشوت، سود خوری، پہلے کی نسبت کئی گنا بڑھ گئی ہے ہم تو پردہ کی حمایت میں ہی کہہ رہے رہے تھے مگر انھوں نے بے پردگی سے بھی آگے بڑھ کر عورتوں کی فوج بنالی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کبھی نہیں دیکھی سُنی گئی۔

اب میں، پیر صاحب مانکی شریف اور مولوی عبدالستار خاں نیازی شہر بشہر جلسے کر کے عام لوگوں کو خبردار کر رہے ہیں اور ان سے قسمیں اور عہد لے رہے ہیں کہ اسلامی قانون کا اجراء چاہیں نہ کہ موجودہ شیطانی قانون کا۔ چنانچہ سب لوگ باتفاق رائے اقرار کرتے ہیں کہ سب اسلامی قانون چاہتے ہیں۔ فقیر نے کہہ دیا ہے کہ جہاں سب سے پہلا موافق و مددگار یہ فقیر تھا وہاں بصورتِ دیگر پہلا مخالف بھی یہی ہوگا۔ [۶۸]

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کا یہ جہاد تادمِ واپسیں جاری رہا اور بالآخر وہ اس درد کی کسک لیے ہوئے ۳۰ راگست ۱۹۵۱ء کو (بعمر ۱۱۰ برس) رحلت فرما کر جنت الفردوس میں جا بسے مگر ان کی رُوح ابھی تک نظامِ اسلام کے نفاذ کی خبر سننے کے لیے بیقرار ہے۔ ۱۴ راگست ۱۹۸۷ء کو حکومت پنجاب نے حضرت امیرِ ملت کی تحریکِ پاکستان میں عدیم النظیر خدماتِ جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے "تحریکِ پاکستان ایوارڈ" کا اعزاز دیا جو آپ کے پڑپوتے پیر سید خورشید حسین شاہ صاحب نے وصول کیا۔ [۶۹]

ایوارڈ کی اپنی مسلمہ اہمیت و حیثیت سہی مگر اصل کام نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہے، ملک کو امن و آشتی کا گہوارہ بنانا ہے، ایک پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل کی ہے اگر یہ نہیں تو پھر ایوارڈ و اعزاز سب بلا مقصد اور بے سود ہیں۔

حضرت امیرِ ملت کی رحلت کے بعد آپ کے سیاسی جانشین ضیغمِ اسلام مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی نے تن من دھن کی بازی لگا کر مقامِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظامِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں انہیں قید و بند تو کجا دار و رسن تک بھی پہنچنا پڑا مگر آفرین اُن کی ہمت کے کہ ابھی تک اپنے مشن کی کامیابی کے لیے دیوانہ وار سرگرمِ عمل ہیں ۔

ہمت بُلند دار کہ پیشِ خدا و خلق اُو
باشد بقدرِ ہمت تو اعتبار تُو

حوالہ جات

۱؎ "پاکستان ناگزیر تھا" از سید حسن ریاض، کراچی ۱۹۸۲ء ص ۵۲۔

۲؎ "انوارِ ملت" از محمد صادق قصوری، برج کلاں (قصور) ۱۹۷۹ء ص ۱۵ "تحریکِ پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار" از خواجہ محمد طفیل، سیالکوٹ ۱۹۸۶ء ص ۸۸-۲۸۷ "ماہنامہ انوار الصوفیہ" قصور ۱۹۷۱ء ص ۱۳۔

۳؎ "اوج" مجلہ گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور، "قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۹۱-۱۹۹۰ء ص ۴۱۵۔

۴؎ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیالکوٹ جلد ۳ شمارہ ۵ بابت مئی ۱۹۳۸ء ص ۲۶۔

۵؎ ایضاً ص ۲۴۔ فیروز سنز اُردو انسائیکلو پیڈیا، لاہور ۱۹۸۴ء ص ۳۷۵۔

۶؎ ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر بابت ۲۸ مئی ۱۹۳۸ء ص ۱۴۔

۷؎ "قائد اعظم اور سرحد" از عزیز جاوید، لاہور ۱۹۷۸ء ص ۸۰۔

۸؎ ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر بابت ۲۸ مئی ۱۹۳۸ء ص ۱۴۔

۹؎ "تذکرہ شجاعت" از عبدالقادر فیاض بیگوڈی مطبوعہ میسور (انڈیا) ۱۹۵۴ء، ص ۷۷ تا ۷۸۔

۱۰؎ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۱۷ دسمبر ۱۹۸۰ء، پروفیسر محمد عثمان کا مضمون "ڈاکٹر برہان احمد فاروقی"۔ "فدایانِ امیرِ ملت" از محمد صادق قصوری مطبوعہ برج کلاں (قصور) ۱۹۸۱ء ص ۲۴-۲۵۔ "اقبال کا سیاسی کارنامہ" از محمد احمد خاں، لاہور، ۱۹۷۷ء ص ۳۰۔

۱۱؎ "قراردادِ پاکستان" تصنیف لطیف احمد شروانی (ترجمہ: خواجہ رضی حیدر) مطبوعہ

قائد اعظم اکیڈمی کراچی طبع سوم اگست ۱۹۸۵ء ص ۱۱۔

نوٹ :۔ علی گڑھ سکیم کی تفصیلات کے لیے درج ذیل کتابیں ملاحظہ ہوں۔

ا۔ "پاکستان منزل بمنزل" از سید شریف الدین پیرزادہ، کراچی ۱۹۶۵ء ص ۲۳۱ تا ۲۴۱۔

ب۔ "انڈیا ڈیوائیڈڈ" (انگریزی) از راجندر پرشاد، لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۱۸۱ تا ۱۸۴۔

۱۲ "تحریکِ پاکستان منزل بمنزل" ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء سے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء تک) شائع کردہ قومی ادارہ برائے تحفظِ دستاویزاتِ حکومتِ پاکستان، وزارتِ ثقافت وسیاحت اسلام آباد مطبوعہ ۱۴ اگست ۱۹۸۵ء ص ۲۲۔

۱۳ ہفت روزہ "الفقیہہ" امرتسر بابت، فروری ۱۹۴۰ء ص ۸۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیالکوٹ بابت فروری ۱۹۴۰ء ص ۲۲ تا ۲۳ "تذکرہ شہ جماعت" از سید حیدر حسین علی پوری لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۹۷ تا ۹۸۔ جامع اُردو انسائیکلوپیڈیا۔ لاہور ۱۹۸۷ء ص ۴۷۴۔

۱۴ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیالکوٹ ماہ اپریل ۱۹۴۰ء ص ۶۔

۱۵ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" سیالکوٹ بابت اپریل ۱۹۴۰ء ص ۶۔ "تذکرہ شہ جماعت" از سید حیدر حسین علی پوری ص ۹۹۔ "خطباتِ آل انڈیا سُنّی کانفرنس" از محمد جلال الدین قادری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۳۰۔

۱۶ "قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ" ایک بیرسٹر کے قلم سے مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۴۳ "سیرت امیرِ ملت" از سید اختر حسین علی پوری مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۴۷۹ روزنامہ "رہبر" حیدر آباد دکن یکم اگست ۱۹۴۷ء۔ "اسلام اور قائد اعظم" از محمد حنیف شاہد، لاہور ۱۹۷۶ء ص ۷۴ تا ۸۹۔ قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ" از محمد حنیف شاہد لاہور ۱۹۷۶ء ص ۲۰۔

۱۷ "قائد اعظم خطوط کے آئینے میں" از خواجہ رضی حیدر کراچی ۱۹۸۵ء ص

۱۵۱ - ۱۵۲ -

۱۸؎ "برگ گل"، مجلہ اردو کالج کراچی، "قائد اعظم نمبر" ۱۹۷۶ء، ص ۱۹۳ -

۱۹؎ "سیرت امیر ملت" ص ۴۸۰، ۴۸۱ -

۲۰؎ "قائد اعظم خطوط کے آئینے میں" ص ۱۵۲، ۱۵۳ -

۲۱؎ "مشائخ ہوشیار پور" از میاں عطاء اللہ ساگر وارثی، لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۸۰ -

۲۲؎ ہفت روزہ "الفقیہہ" امرتسر بابت ۲۱/۱۴ جولائی ۱۹۴۴ء، ص ۱۱ ک ۲ -

۲۳؎ ہفت روزہ "استقلال" لاہور بابت ۲۵ اکتوبر تا یکم نومبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۱ -

۲۴؎ مجلہ "برگِ گل" "قائد اعظم نمبر" ص ۱۹۴ -

۲۵؎ "مٹی کی محبت" از پیرزادہ محمد انور عزیز چشتی، لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۷ تا ۹ -

۲۶؎ پانی و بجلی (واپڈا) کے ترقیاتی ادارے کا مجلہ "برقاب" "قائد اعظم نمبر" دسمبر ۱۹۷۶ء مضمون "قائد اعظم، عظیم شخصیت کے مختلف و متنوع پہلو" از سلیم چوہدری ص ۱۲۸ -

۲۷؎ "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" ص ۴۲ - ۴۴ - امام صحافت، ناسخ سیفی از خلیق الرحمٰن سیفی، فیصل آباد ۱۹۸۰ء، ص ۵۷ بحوالہ ہفت روزہ "سعادت" لائل پور بابت یکم و ۸ جولائی ۱۹۴۵ء -

۲۸؎ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور، اکتوبر ۱۹۷۱ء، ص ۱۴ - "برگِ گل، قائد اعظم نمبر" ص ۱۹۴ -

۲۹؎ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور، اگست ۱۹۶۱ء، ص ۳۵ - مکتوب گرامی صاحبزادہ اختر علی صدیقی بنام پروفیسر محمد منظور الحق صدیقی از کراچی محررہ ۲۶ فروری ۱۹۷۹ء -

۳۰؎ ہفت روزہ "الفقیہہ" امرتسر جلد نمبر ۲۸ شمارہ ۳۷/۳۸ بابت ۲۸/۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء، ص ۳ تا ۵ -

۳۱؎ "ستر با ادب سوالات دینیہ ایمانیہ" از مولانا محمد حشمت علی خاں لکھنوی مطبوعہ پیلی بھیت (انڈیا) ۱۹۳۶ء، ص ۲۷ - ۲۸ -

۳۲؎ ایضاً ص ۲۸ -

۴۳ ہفت روزہ " الفقیہہ " امرتسر ۱۴/۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۱۔

۴۴ " سیرتِ امیرِ ملت " ص ۴۸۲ تا ۴۸۳۔

۴۵ " پیر صاحب مانکی شریف اور ان کی سیاسی جدوجہد " از پروفیسر سید وقار علی شاہ اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۱۹۔ جواہر نقشبندیہ مظاہریہ چوراہیہ " از محمد یوسف نقشبندی، فیصل آباد ۱۹۷۹ء ص ۳۳۳ تا ۳۳۴۔

۴۶ ہفت روزہ " الفقیہہ " امرتسر ۱۴/۷ نومبر ۱۹۴۵ء ص ۱۱۔

۴۷ " سات ستارے " از حکیم محمد حسین بدر، لاہور ۱۹۷۷ء ص ۹۹۔

۴۸ " اکمل انوارِ الرضا " از مولانا محمد حشمت علی خاں لکھنوی پیلی بھیت (انڈیا) دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۷، ۸۔

۴۹ ہفت روزہ " الفقیہہ " امرتسر ۱۴/۷ ۱۹۴۵ء ص ۸۔

۵۰ " سیرتِ امیرِ ملت " ص ۴۸۳۔ " قائدِ اعظم اور سرحد " از عزیز جاوید، پشاور ۱۹۷۸ء ص ۱۳۶۔

۵۱ ہفت روزہ " الفقیہہ " امرتسر بابت ۱۴/۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص بحوالہ ہفت روزہ " دبدبۂ سکندری " رامپور بابت ۸ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ۔

۵۲ " مشائخ ہوشیارپور " ص ۱۰۱ بحوالہ ہفت روزہ " خاتون " لاہور ۱۰ دسمبر ۱۹۴۵ء۔

۵۳ ہفت روزہ " الفقیہہ " امرتسر ۱۴/۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۱۔ ہفت روزہ " دبدبۂ سکندری " رامپور بابت ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء ص ۱۳۔ " اکمل انوار الرضا " ص ۷، ۸۔ " ستر باادب سوالات " ص ۱۹۔

۵۴ " ستر باادب سوالات " ص ۸۸۔

۵۵ " تحریکِ پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار " از خواجہ محمد طفیل، سیالکوٹ ۱۹۸۷ء ص ۱۴۵ تا ۱۴۶۔

۵۶ ہفت روزہ " الفقیہہ " امرتسر بابت ۱۴/۷ فروری ۱۹۴۶ء ص ۱۱۔

۴۷ ہفت روزہ "استقلال" لاہور بابت ۹ تا ۱۵ نومبر ۱۹۸۲ء ص ۲۰۔

۴۸ "قائد اعظم اور ان کا عہد" از سید رئیس احمد جعفری، لاہور ۱۹۶۶ء ص ۵۰۴ تا ۵۰۶۔

پندرہ روزہ "مسلم لیگ نیوز" لاہور یکم تا ۱۵ اگست ۱۹۹۲ء ص ۶، ۷، ۱۶ اگست تا ۳۱ اگست ۱۹۹۲ء ص ۳۳ بحوالہ روزنامہ "انقلاب" لاہور بابت ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء۔ پندرہ روزہ مسلم لیگ نیوز" لاہور ۱۶ ستمبر تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء ص ۳۳۔ "اکابرین تحریک پاکستان" از محمد علی چراغ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء ص ۲۴۹۔

۴۹ "سیرتِ امیرِ ملت" ص ۱۳۵۔

۵۰ "کاروانِ شوق" از حکیم آفتاب احمد قرشی، لاہور ۱۹۸۴ء ص ۲۳۴۔

۵۱ "قلمی یادداشت" جناب رشید نیاز مصنف "تاریخ سیالکوٹ" محررہ ۲ مئی ۱۹۵۹ء مملوکہ محمد صادق قصوری۔

۵۲ "ستر باادب سوالاتِ دینیہ ایمانیہ" ص ۱۱۲ بحوالہ ہفت روزہ "الفقیہہ" امرتسر بابت ۲۱/۲۸ جنوری ۱۹۴۶ء ص ۸ تا ۹۔

۵۳ مجلہ "اوج" گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور، قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۹۱-۱۹۹۰ء صفحہ ۲۵۵ بحوالہ ہفت روزہ "دبدبہ سکندری" رامپور بابت ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء۔

۵۴ ہفت روزہ "الفقیہہ" امرتسر بابت ۲۱/۲۸ اپریل ۱۹۴۶ء ص ۱۔

۵۵ "انٹرویو سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی یکہ توت پشاور مطبوعہ پندرہ روزہ "ندائے اہلسنت" لاہور جلد ۴ شمارہ نمبر ۹ بابت یکم تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء ص ۱۱۔

۵۶ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور بابت ماہ اکتوبر ۱۹۷۱ء ص ۱۴ تا ۱۵، مضمون مولوی محمد سلیمان صدیقی آف ڈیرہ غازی خاں، "قائد اعظم کا روحانی مقام"۔

۵۷ "تاریخ پاکستان" (۱۷۰۷ء — ۱۹۶۹ء) از شیخ محمد رفیق ایم اے (تاریخ)، سید مسعود حیدر بخاری ایم اے (تاریخ و فارسی)، چوہدری نثار احمد ایم اے (تاریخ و سیاسیات) مطبوعہ لاہور ستمبر ۱۹۷۳ء ص ۳۳۶ تا ۳۳۷۔ "تحریک پاکستان" از پروفیسر شیخ محمد رفیق

مطبوعہ لاہور جولائی ۱۹۷۹ء ص ۱۴۱ -

۵۸؎ "سیرتِ امیرِ ملّت" ص ۵۰۷، ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور اکتوبر ۱۹۷۱ء ص ۱۵ -
امیرِ ملت "اور آل انڈیا سنی کانفرنس" لاہور ۱۹۹۱ء ص ۱۷ -

۵۹؎ "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" ص ۱۰۹ تا ۱۱۰ - "حیات صدر الافاضل از مولانا غلام معین الدین نعیمی، لاہور طبع دوم ص ۱۵۹ تا ۱۹۰

۶۰؎ ہفت روزہ "الفقیہہ" امرتسر بابت ۲۱/۲۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء ص ۱۱ "سیرتِ امیرِ ملت" ص ۴۷۹ -

۶۱؎ "سیرت النبی بعد از وصال النبی" از محمد عبد المجید صدیقی ایڈووکیٹ، لاہور ۱۹۷۹ء ص ۳۴۳ بحوالہ ہفت روزہ "الجمعیۃ" دہلی ۱۹۵۸ء ص ۱۷ -

۶۲؎ "سیرتِ امیرِ ملت" ص ۴۸۷ -

۶۳؎ "سیرتِ امیرِ ملت" ص ۴۸۸، قائدِ اعظم خطوط کے آئینے میں" ص ۱۶۴ - نوٹ تفصیلی خط و کتابت کے لیے مصنف کی دوسری کتاب "مکاتیبِ امیرِ ملت" ملاحظہ فرمائیں -

۶۴؎ "تحریکِ پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار" ص ۲۰۵ -

۶۵؎ "سیرتِ امیرِ ملت ص ۴۸۹ تا ۴۹۰ - قائدِ اعظم خطوط کے آئینے میں ص ۱۶۶ -

۶۶؎ "فیضان امیرِ ملت" از مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی، حیدرآباد دکن ۱۹۵۹ء - ص ۸۸ - ۸۹ -

۶۷؎ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی" از پروفیسر اشتیاق طالب - رضا اکیڈمی لاہور ص ۲۵ تا ۲۷ -

۶۸؎ "فیضان امیرِ ملت ص ۸۴، ۸۵ -

۶۹؎ روزنامہ نوائے وقت لاہور بابت ۱۶ اگست ۱۹۸۷ء

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مُصنّف	جائے طباعت	سن طباعت
۱	اجمل انوار الرضا	مولانا حشمت علی خاں لکھنوی	پیلی بھیت (انڈیا)	۱۹۴۵ء
۲	اسلام اور قائد اعظم	محمد حنیف شاہد	لاہور	۱۹۷۶ء
۳	امام صحافت، ناسخ سیفی	خلیق الرحمن سیفی	فیصل آباد	۱۹۸۸ء
۴	امیرِ ملت اور آل انڈیا سُنّی کانفرنس	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۱ء
۵	اقبال کا سیاسی کارنامہ	محمد احمد خان	لاہور	۱۹۷۷ء
۶	انوارِ امیر ملت	محمد صادق قصوری	برج کلاں (قصور)	۱۹۷۹ء
۷	پاکستان ناگزیر تھا	سید حسن ریاض	کراچی	۱۹۸۲ء
۸	پیر صاحب مانکی شریف اور اُنکی سیاسی جدوجہد	پروفیسر سید وقار علی شاہ	اسلام آباد	۱۹۹۰ء
۹	تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار	خواجہ محمد طفیل	سیالکوٹ	۱۹۸۷ء
۱۰	تحریک پاکستان منزل بہ منزل	وزارت ثقافت و سیاحت	اسلام آباد	۱۹۸۵ء
۱۱	تحریکِ پاکستان	پروفیسر شیخ محمد رفیق	لاہور	۱۹۷۹ء
۱۲	تاریخ پاکستان	پروفیسر شیخ محمد رفیق وغیرہ	لاہور	۱۹۷۳ء
۱۳	تذکرہ شہ جماعت	عبد القادر فیاض بلگوڈوی	میسور (انڈیا)	۱۹۵۴ء

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	جائے طباعت	سن طباعت
۱۴	تذکرہ شہ جماعت	سید حیدر حسین علی پوری	لاہور	۱۹۷۳ء
۱۵	جواہر نقشبندیہ مظاہر جوراہیہ	محمد یوسف نقشبندی	فیصل آباد	۱۹۷۸ء
۱۶	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس	محمد جلال الدین قادری	لاہور	۱۹۷۸ء
۱۷	سات ستارے	حکیم محمد حسین بدر	لاہور	۱۹۷۷ء
۱۸	ستر باادب سوالات دینیہ ایمانیہ	مولانا حشمت علی خاں لکھنوی	پیلی بھیت (انڈیا)	۱۹۴۶ء
۱۹	سیرۃ النبی بعداز وصال النبی	محمد عبد المجید صدیقی ایڈووکیٹ	لاہور	۱۹۷۹ء
۲۰	سیرت امیر ملت	سید اختر حسین علی پوری	علی پور سیداں	۱۹۷۵ء
۲۱	صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی	پروفیسر اشتیاق طالب	لاہور	طبع اول
۲۲	فدایان امیر ملت	محمد صادق قصوری	برج کلاں (قصور)	۱۹۸۱ء
۲۳	قائد اعظم اور سرحد	عزیز جاوید	لاہور	۱۹۷۸ء
۲۴	قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ	ایک بیرسٹر کے قلم سے	لاہور	۱۹۸۵ء
۲۵	قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ	محمد حنیف شاہد	لاہور	۱۹۷۶ء
۲۶	قائد اعظم اور ان کا عہد	سید رئیس احمد جعفری	لاہور	۱۹۶۶ء
۲۷	قائد اعظم خطوط کے آئینے میں	خواجہ رضی حیدر	کراچی	۱۹۸۵ء
۲۸	قرارداد پاکستان	لطیف احمد شروانی	کراچی	۱۹۸۵ء
۲۹	حیات صدر الافاضل	مولانا غلام معین الدین نعیمی	لاہور	طبع دوم
۳۰	کاروان شوق	حکیم آفتاب احمد قرشی	لاہور	۱۹۸۴ء
۳۱	مشائخ ہوشیار پور	میاں عطاء اللہ ساگر وارثی	لاہور	۱۹۸۱ء
۳۲	مٹی کی محبت	پیرزادہ محمد انور عزیز چشتی	لاہور	۱۹۸۸ء

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	جائے طباعت	سن طباعت
۳۳	فیضانِ امیرِ ملتؒ	مرزا ذوالفقار علی بیگ جماعتی	حیدرآباد دکن	۱۹۵۹ء
۳۴	ہفت روزہ "الفقیہ"	ایڈیٹر حکیم معراج الدین احمد	امرتسر	متعدد شمارے
۳۵	" " "استقلال"	" ظہور عالم شہید	لاہور	"
۳۶	" " "دبدبۂ سکندری"	محمد مفضل حسن صابری	رام پور	"
۳۷	ماہنامہ انوار الصوفیہ	مولانا امام الدین رائپوریؒ	سیالکوٹ	"
۳۸	" "	مولانا غلام رسول گوہرؒ	قصور	"
۳۹	روزنامہ "نوائے وقت"	مجید نظامی	لاہور	"
۴۰	مجلہ "اوج"	گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور	لاہور	۹۱-۱۹۹۰ء
۴۱	مجلہ "برگِ گل"	وفاقی اردو کالج کراچی	کراچی	۱۹۷۶ء
۴۲	مجلہ "برقاب"	واپڈا	لاہور	دسمبر ۱۹۷۶ء
۴۳	اکابرینِ تحریکِ پاکستان	محمد علی چراغ	لاہور	۱۹۹۰ء
۴۴	جامع اردو انسائیکلوپیڈیا	شیخ غلام علی اینڈ سنز	لاہور	۱۹۸۷ء
۴۵	فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا	فیروز سنز لاہور	لاہور	۱۹۸۴
۴۶	تحریکِ آزادی میں پنجاب کا کردار	ایم۔ جے۔ اعوان	اسلام آباد	۱۹۹۳ء